ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

35

www.tanzeem.org

4تا10 ذوالحجہ 1437ھ/ 6تا12 ستمبر 2016ء

قربانی کا اصل فلسفہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ﴾ (الحج:37)

''اللہ کو نہیں پہنچتا اُن (قربانیوں) کا گوشت اور نہ اُن کا لہو لیکن اُس کو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب۔''

اس (آیت) میں قربانی کا اصل فلسفہ بیان فرمایا۔ یعنی جانور کو ذبح کر کے محض گوشت کھانے کھلانے یا اس کا خون گرانے سے تم اللہ کی رضا کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔ نہ یہ گوشت اور خون اُٹھ کر اس کی بارگاہ تک پہنچتا ہے۔ اس کے یہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور ادب پہنچتا ہے کہ کیسی خوش دلی اور جوشِ محبت کے ساتھ ایک قیمتی اور نفیس چیز اس کی اجازت سے، اس کے نام پر قربان کی۔ گویا اس قربانی کے ذریعہ سے ظاہر کر دیا کہ ہم خود بھی تیری راہ میں اسی طرح قربان ہونے کے لیے تیار ہیں۔ بس یہی وہ تقویٰ ہے جس کا ذکر ﴿ذٰلِكَ ۤ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿٣٢﴾﴾ (الحج) میں کیا گیا تھا۔ اور جس کی بدولت اللہ تعالیٰ کا عاشق اپنے محبوب حقیقی کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے۔

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

اس شمارے میں

ہماری قربانیاں

نفاذ اسلام کے راستے میں رکاوٹ....

سمجھ میں بات آتی جا رہی ہے!

وہ قوم کہ فیضان سماوی سے ہو محروم

کشمیری بھائیوں کی حقیقی مدد

قائد ایم کیو ایم کی پاکستان کے خلاف....

جلد بازی: ندامتوں کی ماں

حج: اتحادِ امت کا مظہرِ اعظم

اصل چہرہ نقاب سے باہر

تمام اختیار اللہ کا ہے

الھدیٰ (721)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃ الکھف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:43، 44

وَلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنۡصُرُوۡنَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنۡتَصِرًا ؕ﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ الۡوَلَايَةُ لِلّٰهِ الۡحَقِّ ؕ هُوَ خَيۡرٌ ثَوَابًا وَّخَيۡرٌ عُقۡبًا ﴿۴۴﴾

آیت ۴۳ ﴿وَلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنۡصُرُوۡنَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنۡتَصِرًا ﴿۴۳﴾﴾ ’’اور نہ ہوئی اُس کے لیے کوئی جماعت جو اللہ کے مقابلے میں اُس کی مدد کو آتی اور نہ وہ خود ہی انتقام لینے والا بن سکا۔‘‘

اللہ کے مقابلے میں کوئی چیز کام نہ آئی، نہ کوئی جتھا کام آیا، نہ اولاد، نہ فرضی معبود جسے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا رکھا تھا۔ اور نہ خود اپنی ذات میں اتنی طاقت تھی کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو روک دیتا یا بدلہ لے سکتا۔

آیت ۴۴ ﴿هُنَالِكَ الۡوَلَايَةُ لِلّٰهِ الۡحَقِّ ؕ﴾ ’’یہاں تو تمام اختیار اللہ ہی کا ہے جو الحق ہے۔‘‘

پوری کائنات کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے فیصلے اٹل اور اس کے اندازے ناقابلِ ترمیم ہیں۔ جو کچھ ہوتا ہے اس کے علم اور مشیت کے عین مطابق ہے۔ وہ اگر فائدہ پہنچانا چاہے تو ساری دنیا تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اور اگر اس نے تجھے کسی مصیبت میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو سارا جہان مل کر بھی تجھے اس مصیبت سے نہیں بچا سکتا۔ غرضیکہ ساری کائنات میں صرف اسی کا حکم چلتا ہے۔ اس کی مرضی اور ارادہ کے بغیر تو درخت کا ایک پتا بھی نہیں گرتا۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی امیدوں اور تمناؤں کا مرکز صرف اللہ تعالیٰ کو قرار دے۔ نفع ونقصان کی کنجیاں صرف اس کے قبضہ میں ہے۔ اور وہ رحیم وکریم سب خزانوں کا مالک ہے۔

اس آیت میں ولایت کے معنی حکومت اور اقتدار کے ہیں۔ ’’والی‘‘ کسی ملک یا علاقے کے مالک یا حکمران کو کہتے ہیں اور اسی سے یہ لفظ وَلایت (واؤ کی زبر کے ساتھ) بنا ہے۔ اس لحاظ سے آیت کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ کل کا کل اقتدار و اختیار اللہ کے لیے ہے جو ’’الحق‘‘ ہے۔ اسی مادہ سے لفظ ’’ولی‘‘ بھی ہے جس کے معنی دوست اور پشت پناہ کے ہیں۔ اسی مادّے سے وِلایت (واؤ کی زیر کے ساتھ) بنا ہے اور یہ دوستی اور محبت کے معنی دیتا ہے۔ درج ذیل آیات میں اسی ولایت کا ذکر ہے: ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ؕ﴾ (البقرۃ:۲۵۷) اور ﴿اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۲﴾﴾ (یونس)

﴿هُوَ خَيۡرٌ ثَوَابًا وَّخَيۡرٌ عُقۡبًا ﴿۴۴﴾﴾ ’’وہی بہتر ہے انعام دینے میں اور وہی بہتر ہے عاقبت کے اعتبار سے۔‘‘

انعام وہی بہتر ہے جو وہ بخشے اور انجام وہی بخیر ہے جو وہ دکھائے۔

فرمان نبویؐ

نفع اور ضرر صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا، آپؐ نے فرمایا: اے لڑکے! میں تجھے ایسی باتیں نہ سکھاؤں جن سے تجھے اللہ نفع دے؟ میں نے عرض کیا ’’ہاں‘‘ آپؐ نے فرمایا:

(1) تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر وہ تجھے یاد کرے گا۔ (2) تُو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ تو اس کو اپنے سامنے پائے گا۔ (3) خوشحالی کے زمانہ میں تو اسے تلاش کر کے پہچان لے، وہ مصیبت کے وقت تیری دستگیری فرمائے گا۔ (4) اور جب تو مانگے تو اللہ سے مانگ۔ (5) اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ سے مدد طلب کر۔ (6) اور جو کچھ ہوتا ہے وہ (اللہ کے علم میں) طے ہو چکا ہے۔ (7) اگر ساری مخلوق تجھے نفع دینا چاہے (لیکن اللہ نے اسے (تیری قسمت میں) نہیں لکھا تو وہ اپنی کوششوں کے باوجود تجھے نفع نہیں دے سکے گی۔ (8) اگر وہ سب مل جل کر تجھے نقصان پہنچانا چاہیں لیکن اللہ نے اسے (تیری قسمت میں) نہیں لکھا تو وہ تیرا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔ (9) اور جان لو، کسی بلا پر صبر کرنے میں بہت بڑی بھلائی ہے۔ (10) صبر کرنے سے اللہ کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔ (11) مصیبت اور رنج کے ساتھ آسانی اور راحت کا دور بھی آتا ہے۔ (12) اور تنگی کے ساتھ خوشحالی بھی آتی ہے۔ (مسند احمد)

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

4 تا 10 ذوالحجہ 1437ھ — جلد 25
6 تا 12 ستمبر 2016ء — شمارہ 35

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03، فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا .... (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہماری قربانیاں

ندائے خلافت کا یہ شمارہ جب قارئین کے ہاتھوں میں ہوگا تو عیدِ قرباں قریب ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ امتِ مسلمہ یہ دن ایک ایسے واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لیے مناتی ہے، جس کے بارے میں بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ انسانی تاریخ میں وقوع پذیر ہونے والے حیران کن اور عظیم ترین واقعات کی جب بھی کوئی فہرست بنائی جائے گی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ فعل، یہ کارنامہ، یہ محیرالعقل قدم کہ اپنے رب کے حکم پر، اُس کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لیے اپنے جواں سال بیٹے کی گردن پر چھری چلادی، یقیناً سرفہرست ہوگا۔ انسانی تاریخ کا یہ ایسا واقعہ ہے کہ ممتحن پکار اٹھا کہ بس بس تم کامیاب قرار پائے، تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ اللہ کے آخری نبی محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ ﷺ سے صحابہؓ نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ قربانی کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔'' ستاسی سال کی عمر میں اولاد نرینہ کی نعمت سے نوازے جانے والے باپ نے سو سال کی عمر میں اپنے 13 سالہ اکلوتے بیٹے کو اللہ کی راہ میں ذبح کرنے کے لیے زمین پر لٹا دیا۔ انسانی فطرت کو سمجھتے ہوئے اور بیٹے کے لیے باپ کے جذبات کا اندازہ کرتے ہوئے یہ بات آسانی سے کہی جا سکتی ہے کہ کسی بھی باپ کا اپنی جان کو قربان کر دینا، خاص طور پر اس عمر میں، اپنے بیٹے کو قربان کر دینے کی نسبت انتہائی کمتر درجہ کی قربانی ہے۔ حالانکہ ہزاروں سال میں انسان نے یہ جانا اور صحیح جانا کہ اپنی جان سے بڑھ کر کوئی شے عزیز نہیں ہوتی۔

ہمیں یہاں قربانی کے مسائل اور فضائل بیان کرنا مقصود نہیں۔ صرف یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر دو اور دو چار کی طرح واضح کر رہا ہے کہ دنیا میں انسان کی عزیز ترین متاع بھی اللہ کے حکم کے مقابلے میں سرے سے کوئی وقعت، کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ وہ اپنی آخری کتاب قرآن مجید فرقانِ حمید میں فرماتا ہے: ''اور ہم نے نہیں پیدا کیا جن و انس کو مگر اپنی بندگی کے لیے۔'' انسان کا مقصدِ پیدائش ہی اللہ تعالیٰ کی بے چون و چرا اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ پھر یہ کہ جو کچھ دنیا میں ہمارے پاس ہے، وہ اُسی کا فضل ہے اور اُسی کا عطا کردہ ہے۔ گویا ہم اُسی کا دیا ہوا، اُسی کے حضور پیش کرتے ہیں اور وہ اپنی رحمت کے صدقے اسے ہماری طرف سے قربانی قرار دے دیتا ہے۔ لیکن آج اُمتِ مسلمہ کی عظیم اکثریت نے اس قربانی کو کیا بنا دیا ہے؟ حلال روزی کے شرعی تقاضوں کو بالائے طاق رکھو، جیسی چاہو حرام خوری کرو، دوسروں کے حقوق پر ڈاکے ڈالتے رہو، رشوت ستانی اور بلیک مارکیٹنگ کا بازار گرم رکھو، بے حیائی کا ارتکاب کرو اور پھر جو چاہو کرتے چلے جاؤ، لیکن عید پر لاکھوں روپے کی مالیت کا

عظیم الجثہ جانور قربان کردو اور پھر اُس سارے اجر و ثواب کا خود کو حقدار سمجھو جس کا ذکر احادیثِ مبارکہ میں کیا گیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی آخری کتاب میں صاف صاف فرماتا ہے کہ جانور کا گوشت یا خون اُس تک نہیں پہنچتا بلکہ اصلاً تقویٰ درکار ہے۔ یعنی خلوص اور نیک نیتی سے کیا گیا عمل۔ ہم نے انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر قربانی کے فلسفے کو سمجھنے اور جاننے کی کبھی کوشش ہی نہیں کی۔ بچے قربانی کے جانوروں سے دل بہلاتے اور کھیل کود کرتے ہیں اور بڑے گوشت کھانے اور کھلانے کے علاوہ قربانی کا کوئی تصور ہی نہیں رکھتے۔ کوئی نفسانی خواہشات کو قربان کرنے کو تیار نہیں، کوئی اپنے حقوق کی قربانی کرنے کو تیار نہیں۔ کسی کو شریعت کے تقاضے پورے کرنے کی فکر نہیں۔ امیر غریب پر مسلط ہے اور اُس پر ظلم وستم ڈھا رہا ہے اور غریب سر توڑ کوشش کر رہا ہے کہ وہ بھی امیر ہو جائے اور پھر جو کچھ ظلم اُس پر ہوتا رہا وہ اُس سے بھی بڑھ کر کرے۔

انفرادی سطح پر یہ کچھ ہو رہا ہے اور معاشرہ چونکہ افراد سے ہی تشکیل پاتا ہے لہٰذا معاشرے کے لیے الگ طور پر کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ حکمرانوں کا تصور یہ بن چکا ہے کہ حکومت ملنے کا مطلب عیش وعشرت کا حصول اور ملکی وسائل کی لوٹ کھسوٹ ہے۔ اُنہیں نہ عوام کی صحت کی فکر ہے اور نہ تعلیم وتربیت سے مطلب ہے۔ حکومت دن رات کرسی بچانے کی فکر میں رہتی ہے اور اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے سیاست دان حکومت مخالف نت نئی تحریکیں اٹھانے کے علاوہ کچھ کرنے کو تیار نہیں۔ ریاستی اداروں کی حالت مختلف نہیں۔ ہم اداروں کی کارکردگی پر کئی صفحات سیاہ کر سکتے ہیں لیکن بقول سابق برطانوی وزیر اعظم چرچل، انصاف کی فراہمی ریاستی سلامتی اور تحفظ کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ یعنی وہی ریاست سلامت اور محفوظ رہتی ہے جس میں عدل قائم ہو۔ لہٰذا ہم صرف اپنے عدالتی نظام کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہیں گے۔ اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ توہینِ عدالت کا عصا اژدھا بن کر ہمارے اس معصوم سے جریدے کو ہڑپ کر سکتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارا عدالتی نظام ہماری اشرافیہ کی چوکھٹ پر سر بسجود رہتا ہے۔ یہ انصاف غریب کی رسائی سے کوسوں دور ہے۔ ہمارا قانون آنکھیں رکھتا ہے۔ یہ طاقتور کے سامنے کورنش بجالاتا ہے اور کمزور پر کوڑا بن کر برستا ہے۔ ہماری عدلیہ کی تاریخ پر نگاہ ڈالیں۔ یہ عدالتی نظام وردی سے خوفزدہ ہو کر عوامی وزیر اعظم کو پھانسی لگا دیتا ہے۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ اِسے عدالتی قتل بھی تسلیم کر لیا جاتا ہے اور کسی ''طاقتور شریف'' کے خلاف کسی صورت کچھ کرنے کو تیار نہیں ہوتا، چاہے لوٹ مار کی خبر معتبر عالمی اداروں کی طرف سے آئے۔ اسے کوئی توہینِ عدالت قرار دے یا تحسینِ عدالت، ہم نے قارئین کو تاریخ کی چیخ سنوائی ہے اور تاریخ کی چیخ وپکار کبھی نہیں رکتی، چاہے مائی لارڈ کتنے ہی زوردار انداز سے ہتھوڑا میز پر مارتے رہیں۔

نجی اور احتجاجی سطح پر اس پس منظر میں کہ دھن اور دھاندلی کا معاشرے میں تسلط ہو تو قربانی کے لیے مطلوب تقویٰ ناپید ہوگا اور اخلاص اور نیک نیتی کہاں سے آئے گی؟ اگرچہ ہمارا ایمان ہے کہ کم از کم مسلم معاشرہ کبھی بھی ایسے صالح لوگوں سے مکمل طور پر خالی نہیں ہوتا جن سے اللہ راضی ہوتا ہے اور جو اللہ سے راضی ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان انگلیوں پر شمار کیے جانے والے صالحین نے ہی اس خستہ ریاست کو کندھا دے کر گرنے سے بچایا ہوا ہے۔ لیکن قوم کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اتنے کم لوگ اتنی بڑی قوم کو سہارا دے کر کب تک کھڑا رکھ سکیں گے؟ مسلمانانِ پاکستان کو کچھ کرنا ہوگا۔ اس سے پہلے کہ ان صالحین کے کندھے جواب دے جائیں۔ کرنے کا اصل کام یہی ہے کہ قربانی کے جانور کی گردن پر چھری پھیرنے کے ساتھ ساتھ اپنی ناجائز خواہشات پر بھی چھری چلائیں۔ اپنے نفس کو قابو کریں۔ پھر یہ کہ ذاتی طور پر اللہ اور رسولؐ کی فرمانبرداری اختیار کریں اور اجتماعی سطح پر نظام عدل وقسط قائم کرنے کی جدوجہد کریں۔ اگرچہ بُرائی کو دل سے بُرا جاننا بھی کسی درجہ میں ایمان کی موجودگی کا ثبوت ہے، لیکن ہمارا قومی جسد جتنے خوفناک عوارض کا شکار ہو چکا ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سے آگے بڑھ کر کم از کم زبان سے بُرائی کے خلاف جہاد شروع کریں۔ آج کا دور زبان درازی کا دور ہے۔ سیکولر میڈیا کی گز گز لمبی زبانیں بے خدائی اور بے حیائی کے بیج بو رہی ہیں۔ انہیں جواب دینا ہوگا، لیکن شائستگی کے ساتھ، حکمت کے ساتھ! اللہ رب العزت سے مدد طلب کرتے ہوئے، اس دعا کے ساتھ کہ جلد وہ وقت آئے کہ ہم اللہ اور دین کے دشمنوں کا ہاتھ سے مقابلہ کر سکیں۔ پھر وہ نظام قائم ہوگا جس میں اکثریت متقین کی ہوگی اور اُن کی قربانی اخلاص اور نیک نیتی کی بنیاد پر ہوگی، جسے اللہ تعالیٰ شرف قبولیت بخشے گا۔ ان شاء اللہ! ہماری مسلمانانِ پاکستان سے درخواست ہے کہ وہ جانوروں کی قربانی ضرور کریں کہ یہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم سنت ہے، یہ ربّ ذوالجلال کے پاک اور مقدس گھر کے معمار کی سنت ہے، یہ اُس عظیم ہستی کی سنت ہے جس کے پاک وجود نے آتش کدہ کو گلشن بنا دیا، لیکن یاد رکھیں کہ تقویٰ یعنی عمل صالح اور نیک نیتی قربانی کی بنیادی شرط ہے۔ اللہ ربّ العزت ہماری صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائے اور ہماری قربانیاں قبول فرمائے۔ آمین!

☆☆☆☆

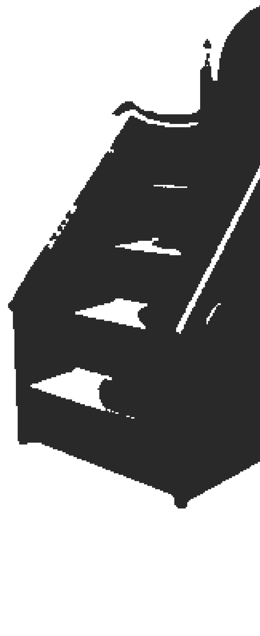

نفاذِ اسلام کے راستے میں رکاوٹ بننا قرآن اور اسلام کی تکذیب کے مترادف ہے

سورۃ الانشقاق کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 26 اگست 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراہیم

سورۃ الانشقاق آج ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ یہ ان تین سورتوں میں شامل ہے جن کا نام اصل شکل میں سورت میں کہیں نہیں آیا بلکہ کسی اور لفظ کے مصدر کو سورت کا نام دیا گیا ہے۔ مثلاً سورۃ الانشقاق کا نام اس کی پہلی آیت میں شامل لفظ انشقت کا مصدر ہے۔ ان تینوں سورتوں (سورۃ الانفطار، سورۃ التکویر اور سورۃ الانشقاق) میں قیامت کا نقشہ اتنے ہولناک انداز سے کھینچا گیا ہے کہ انسان کا دل دہل جاتا ہے۔

﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝۱﴾ ''جب آسمان پھٹ جائے گا۔''

آسمان کے پھٹنے کی کیفیت کیا ہوگی۔ آج ہمیں اس کا پورا ادراک تو نہیں ہے لیکن قرآن مجید میں کئی جگہوں پر اس کی جو تفصیلات آئی ہیں مثلاً ''پھر جب آسمان پھٹ جائے گا اور ہو جائے گا گلابی' تیل کی تلچھٹ جیسا'' (الرحمٰن: 37) ''اور آسمان پھٹ جائے گا تو وہ اُس دن بہت بودا سا ہو جائے گا۔'' (الحاقہ: 16) ''جس دن زمین بدل دی جائے گی اس زمین کے سوا (کسی اور شکل میں) اور آسمانوں کو بھی (بدل دیا جائے گا)'' (ابراہیم: 48)۔ ان تفصیلات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آسمان کی یہ کیفیت نہیں ہوگی جو آج ہمیں نظر آ رہی ہے۔

﴿وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝۲﴾ ''اور اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرے گا اور اسے یہی زیب دیتا ہے۔''

یعنی اللہ کا فیصلہ نافذ ہوگا اور اس کے نتیجے میں آسمان کی ایسی کیفیت ہو جائے گی اور یہی چیز اس کے لیے مناسب ہے کہ وہ اللہ کے ہر حکم کے آگے سر جھکا دے۔

﴿وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝۳﴾ ''اور جب زمین کو پھیلا دیا جائے گا۔''

اس وقت زمین بہر حال ایک گول کرہ ہے۔ اس میں پہاڑ بھی ہیں، ایک تہائی حصہ پر خشکی ہے اور تین چوتھائی حصہ زیر آب ہے۔ پھر جیسا کہ ہم سورۃ المرسلات میں پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمیٹ لینے والی بنایا ہے۔ یعنی اس نے آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کے تمام فوت شدہ انسانوں، حیوانوں اور چرند پرند کو اپنے اندر سمیٹا ہوا ہے اور تا قیامت تمام جانداروں اور ان کی ضروریات کا سارا سامان بھی اپنے اندر سمیٹا ہوا ہے۔ لیکن جب اللہ کا حکم ہوگا تو یہ تمام پہاڑ اور سمندر ختم ہو جائیں گے اور ان کی جگہ ایک ہموار اور پھیلا ہوا چٹیل میدان نمودار ہوگا جس میں آدم علیہ السلام سے لے کر تا قیامت کے تمام انسان روزِ محشر کھڑے ہوں گے۔

﴿وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝۴﴾ ''اور وہ نکال باہر کرے گی جو کچھ اس کے اندر تھا اور خالی ہو جائے گی۔''

سورۃ الزلزال میں یہی بات یوں بیان ہوئی ہے:

﴿وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝۲﴾ ''اور جب زمین اپنے سارے بوجھ نکال کر باہر پھینک دے گی''۔ قیامت کے دن زمین اپنے اندر مدفون تمام انسانوں کے اجسام اور ان کے تمام اجزاء کو نکال باہر کرے گی۔ اس کے علاوہ بھی زمین میں جو کچھ معدنیات اور خزانے مخفی ہیں وہ قیامت کے دن نکال کر باہر پھینک دے گی۔

﴿وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝۵﴾ ''اور وہ بھی اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرے گی اور اسے یہی زیب دیتا ہے۔''

یعنی یہ سارا کچھ از خود نہیں ہوگا بلکہ وہ رب جس نے پوری کائنات کا نظام ترتیب دیا ہے اس کے حکم سے یہ ساری چیزیں وقوع پذیر ہوں گی۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝۶﴾ ''اے انسان! تو مشقت پر مشقت برداشت کرتے جا رہا ہے اپنے رب کی طرف' پھر تو اس سے ملنے والا ہے۔''

شیخ الہند نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اے انسان! یقیناً تجھے تکلیف اٹھانی ہے اپنے رب تک پہنچنے میں سہہ سہہ کر اور پھر اس سے جا ملنا ہے۔ ملاقات ہو کر رہے گی۔ ایک اور ترجمہ کیا گیا کہ اے انسان تجھے کشاں کشاں اپنے رب کی طرف بالآخر پہنچنا ہے اور اس سے ملاقات کرنی ہے۔ یعنی مشکل اٹھاتے ہوئے ایک لمبا سفر طے کر کے بالآخر اپنے رب کے روبرو کھڑا ہونا ہے۔ زندگی میں بہت سے مراحل آتے ہیں یعنی دنیا میں انسان کو مشکلات کا سامنا ضرور ہوتا ہے۔ مالی پریشانیاں، ذہنی پریشانیاں اور سو طرح کے مسائل انسان کو درپیش رہتے ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جنھیں اللہ نے دنیا میں بہت کچھ دے رکھا ہے لیکن کسی نہ کسی پریشانی کا سامنا ضرور رہتا ہے اور کس قسم کے عوارض لاحق ہیں یہ انہیں کو معلوم ہے۔ مرزا غالب نے کہا تھا:

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں!

ان مشقتوں اور مصیبتوں میں گھری انسانی زندگی کی یہ سختیاں اور پریشانیاں اپنی جگہ' لیکن انسان کا اصل مسئلہ اس سے کہیں زیادہ گھمبیر اور پریشان کن ہے اور وہ مسئلہ بقول ابراہیم ذوق یہ ہے کہ:

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے؟

جس کو ہم آخری آرام گاہ سمجھتے ہیں اس میں بھی آرام ہے یا عذاب یہ کسی کو معلوم نہیں۔ زندگی سفرِ مسلسل ہے۔ دنیا کی زندگی کی مشقتیں، پھر عالمِ برزخ کی سختیاں اور پھر عالمِ حشر ہے جب دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ انسان دنیا میں ڈھیٹ بن کر آخرت کا انکار کر تو کر سکتا ہے لیکن روزِ محشر حاضری سے انکار کا کسی کو اختیار نہیں ہوگا۔ بالکل اسی طرح جس طرح دنیا میں آنے کا کسی کو اختیار نہیں ہوتا۔ صرف دنیا میں انسان کو اختیار حاصل ہے مگر صرف آزمائش کے لیے کہ یہ انسان کرتا کیا ہے؟ آنکھیں بند ہوتے ہی یہ اختیار ختم ہو جائے گا پھر عالمِ برزخ ہے اور پھر عالمِ حشر جس میں نہ چاہتے ہوئے بھی حساب دینا ہے۔ ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

''ابن آدم کے پاؤں قیامت کے روز اپنے رب کے حضور اپنی جگہ سے ہل نہیں سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کا حساب نہ لے لیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ کہاں فنا کی؟ اس کی جوانی (کی توانائی، صلاحیتوں اور اُمنگوں) کے دور کے بارے میں کہ کیسے گزارا؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ (حلال ذرائع سے کمایا یا حرام طریقے سے اور اللوں تللوں میں خرچ کیا یا ادائے حقوق کے لیے؟) اور جو علم حاصل ہوا تھا اس پر کتنا عمل کیا؟'' (ترمذی)

﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ۷﴾ ''تو جس کو دیا جائے گا اس کا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں۔''

﴿فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۸﴾ ''تو اس سے لیا جائے گا بہت ہی آسان حساب۔''

اس حساب کی کیفیت کیا ہوگی؟ اس کی وضاحت حضرت عائشہ ؓ کی روایت کردہ بخاری و مسلم کی اس حدیث میں آئی ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے روز جس کا حساب لیا جائے گا اسے تو ضرور عذاب دیا جائے گا''۔ اس پر میں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے: ﴿فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۝﴾ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ حساب نہیں ہوگا، یہ تو محض (اعمال نامہ) پیش کیا جانا ہوگا، روزِ قیامت جس کے حساب کی جانچ پڑتال کی گئی اسے تو ضرور عذاب دیا جائے گا۔''

یعنی جس خوش قسمت انسان کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا' اس سے نہ تو کوئی سوال ہوگا اور نہ ہی اس کے مواخذے اور مناقشے کی نوبت آئے گی۔ بس اس کے اعمال نامے کو ایک نظر دیکھ کر اس کی خطاؤں کو معاف کر دیا جائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص سے نرمی کا معاملہ فرمائے گا۔

﴿وَّیَنْقَلِبُ اِلٰٓی اَھْلِہٖ مَسْرُوْرًا ۹﴾ ''اور وہ لوٹے گا اپنے گھر والوں کی طرف شاداں و فرحاں۔''

دنیا میں بھی کوئی کامیابی ملتی ہے تو انسان خوش ہوتا ہے لیکن جو آخرت کی کامیابی ہے اس کے مقابلے میں دنیا کی بڑی سے بڑی کامیابیاں بھی کچھ نہیں ہیں۔ جو خوشی اور مسرت اس وقت حاصل ہوگی اس کا اندازہ ہم اس وقت نہیں کر سکتے۔

﴿وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ وَرَآءَ ظَھْرِہٖ ۱۰﴾ ''اور جس کو دیا جائے گا اس کا اعمالنامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے۔''

یہاں وَرَآءَ ظَھْرِہٖ کے الفاظ سے یوں لگتا ہے کہ مجرم لوگ اپنا بائیں ہاتھ پیٹھ پیچھے کر لیں گے تاکہ ان کا اعمال نامہ ان کے دائیں ہاتھ میں ہی نہ ملے۔ چنانچہ اسی حالت میں اعمالنامہ پیچھے سے ان کے بائیں ہاتھ میں تھما دیا جائے گا۔

﴿فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۱۱﴾ ''تو اب وہ موت کی طلب کرے گا۔''

اسے فوراً اندازہ ہو جائے گا کہ اب میرا انجام کیا ہونے والا ہے لہٰذا اس وقت اس کی شدید خواہش ہوگی کہ میں مر جاؤں اور ختم ہو جاؤں۔

﴿وَّیَصْلٰی سَعِیْرًا ۱۲﴾ ''لیکن وہ داخل ہوگا جہنم میں۔''

لیکن اب وہ جتنا چاہے موت کو پکارے مگر موت نہیں آئے گی۔ دنیا میں سب کو خبردار کر دیا گیا تھا کہ نافرمانی کی صورت میں یہ انجام ہونا ہے۔ کسی کو بے خبر نہیں رکھا گیا۔ لہٰذا اب اس انجام کا مزہ ضرور چکھنا ہوگا۔

﴿اِنَّہٗ کَانَ فِیْٓ اَھْلِہٖ مَسْرُوْرًا ۱۳﴾ ''یقیناً (دنیا میں) وہ اپنے اہل وعیال میں بہت خوش وخرم تھا۔''

آیات زیرِ مطالعہ میں دو انسانی کرداروں کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔ ان میں ایک کردار تو اللہ کے اُس بندے کا ہے جو دُنیوی زندگی کے دوران آخرت کی جواب طلبی کے احساس سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتا تھا۔ ایسے لوگوں کے اعصاب پر آخرت کے احتساب کا خوف اس حد تک مسلط ہوتا ہے کہ وہ اپنی اس کیفیت کو جنت میں پہنچ کر بھی یاد کریں گے: ﴿قَالُوْٓا اِنَّا کُنَّا قَبْلُ فِیْٓ اَھْلِنَا مُشْفِقِیْنَ ۲۶﴾ (الطور) ''وہ کہیں گے کہ ہم پہلے (دنیا میں) اپنے اہل وعیال میں ڈرتے ہوئے رہتے تھے''۔ ایسے محتاط لوگوں کے لیے یہاں خبر ہے کہ وہ اللہ کی عدالت سے اپنی کامیابی کی نوید سننے کے بعد اپنے گھر والوں کی طرف شاداں و فرحاں لوٹیں گے۔ اس کے مقابلے میں ایک کردار وہ ہے جو آخرت اور آخرت کے محاسبے سے بے خبر اپنے اہل و عیال کے ساتھ عیش وعشرت میں مست رہا۔ اللہ کے دین کے غلبے کے لیے نہ تو متفکر ہوا اور نہ کوئی جدوجہد کی بلکہ باطل نظام اور سودی معیشت سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے ترقی کی سیڑھیاں طے کرتا رہا اور اسی کو کامیابی سمجھ کر اس پر مست رہا۔ ایسے شخص نے دنیا میں بلاشبہ ایک خوشحال اور خوشیوں بھری زندگی گزاری' لیکن آخرت میں اس کے لیے جہنم کی آگ کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

﴿اِنَّہٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ ۱۴﴾ ''اسے گمان ہو گیا تھا کہ کبھی لوٹ کر نہیں آنا ہے۔''

آخرت پر ایمان کے بھی کئی درجے ہیں۔ ایک سوچ تو وہ ہے جس کو سورۃ الکہف میں بیان کیا گیا ہے کہ جن کو دنیا میں عیش و آرام دیا گیا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم میں کوئی خاص خوبی ہے جس کی وجہ سے ہم نوازے گئے ہیں لہٰذا اسی خوبی کی بناء پر اللہ ہمیں آخرت میں بھی نواز دے گا۔ ایسے لوگ آخرت کے خوف سے بے فکر ہو جاتے ہیں اور کچھ وہ بھی ہیں جو آخرت سے بالکل انکاری ہیں۔

﴿بَلٰٓی ۚ اِنَّ رَبَّہٗ کَانَ بِہٖ بَصِیْرًا ۱۵﴾ ''کیوں نہیں! یقیناً اس کا رب تو اسے خوب دیکھ رہا تھا۔''

دنیا میں حلال اور حرام کی تمیز کیے بغیر عیش وآرام حاصل کرنے والے سمجھتے ہیں کہ وہ شرفاء میں شامل ہیں۔ یعنی انہیں کوئی دیکھ نہیں رہا لیکن اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر انسان کی نگرانی کا ایک محفوظ نظام ترتیب دیا ہوا۔ وہ خود بھی ہر انسان کے ہر عمل، ہر سوچ سے واقف ہے اور انسان کے ہر عمل کا باقاعدہ ریکارڈ مرتب کرنے کے لیے کراماً کاتبین بھی مقرر کیے ہوئے ہیں۔ یہ سارا انتظام اسی لیے کیا گیا ہے کہ ایک دن انسان کو اپنے ہر عمل کا حساب دینا ہوگا۔ اگر حساب نہ ہونا ہوتا تو پھر نگرانی کا یہ سارا انتظام کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۱۶﴾ ''تو نہیں! مجھے قسم ہے شام کی سرخی کی۔''

﴿وَالَّیْلِ وَمَا وَسَقَ ۱۷﴾ ''اور رات کی اور ان چیزوں کی جن کو وہ سمیٹے ہوئے ہے۔''

﴿وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۱۸﴾ ''اور چاند کی جب وہ پورا ہو جاتا ہے۔''

﴿لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۱۹﴾ ''(اسی طرح) تم لازماً چڑھو گے درجہ بدرجہ۔''

دنیا میں انسان دیکھتا ہے کہ پورے آب و تاب سے چمکنے والے سورج کی روشنی شام ڈھلے سرخی مائل ہو کر اندھیروں میں ڈوبنے لگتی ہے اور اس کے ساتھ ہی دن کا اُجالا بھی رات کی تاریکی میں تبدیل ہونے لگتا ہے۔ پھر تاریک رات اپنے اندر کئی اسرار و رموز چھپائے صبح کے اُجالے کے سامنے پسپا ہونے لگتی ہے۔ اسی طرح چاند بھی درجہ بدرجہ بڑھتے ہوئے پورا ہوتا ہے۔ یہ سارا نظام اللہ

نے بنایا ہوا ہے اور یہ سب چیزیں اس بات کی گواہ ہیں کہ اسی طرح اللہ کا حکم ملنے پر ایک دن آسمان شق ہو جائے گا اور زمین پھیل کر اپنا سب کچھ اُگل ڈالے گی اور پھر ان سب مراحل سے درجہ بدرجہ گزرنے کے بعد انسان کو بالآخر حساب کے دن تک پہنچنا ہے۔

﴿فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٠﴾﴾ ''تو انہیں کیا ہو گیا ہے کہ یہ ایمان نہیں لاتے؟''

یہ ساری موجودہ نشانیاں اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے اور مشاہدہ کر لینے کے باوجود انسان کو ایمان لانے سے کون سی چیز روک رہی ہے؟ (اگلی آیت میں سجدہ ہے)

﴿وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿٢١﴾﴾ ''اور جب انہیں قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو یہ سجدہ نہیں کرتے؟''

یہ مانتے ہیں کہ قرآن جو کہہ رہا ہے وہ صحیح ہے تو اس کے باوجود یہ اس ہدایت کے آگے سر کیوں نہیں جھکاتے؟

﴿بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٢﴾﴾ ''بلکہ یہ کافر تو جھٹلا رہے ہیں۔''

اصل مسئلہ یہ ہے کہ اگر یہ کائنات کی ان نشانیوں اور قرآن کی واضح ہدایات کو مان لیں تو صاف ظاہر ہے کہ انہیں سارے حرام کاموں، حرام خوری اور روزمرہ کے ان گناہوں کو چھوڑنا پڑے گا جن کے یہ عادی ہو چکے ہیں۔ اس لیے یہ ان سب حقائق کو تسلیم کرنے کے باوجود ان کو جھٹلانے پر تلے ہوئے ہیں۔

اس لحاظ سے یہ ان مسلمانوں کے لیے بھی لمحہ فکریہ ہے جو یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہود و نصاریٰ اسلام کے دشمن ہیں اس کے باوجود ان کے اتحادی بنے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ مل کر نفاذِ اسلام کے راستے میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں۔ حالانکہ یہ جانتے بھی ہیں کہ اسلام سچا دین ہے اور اس کے نفاذ کے بغیر فلاحِ انسانی ممکن نہیں۔

﴿وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿٢٣﴾﴾ ''اور اللہ کو خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ (اپنے اندر) کیا بھرے ہوئے ہیں۔''

آج جسے مہذب دنیا کہا جاتا ہے اور جو دنیا کو تہذیب و اخلاق سکھانے کا دعویٰ رکھتے ہیں وہ آنحضور ﷺ کی شان میں جو گستاخیاں کر رہے ہیں اور گوانتاناموبے جیسی جیلوں میں مسلمانوں کو ذہنی اذیت پہنچانے کے لیے قرآن مجید کی جس طرح سے بے حرمتی کر رہے ہیں وہ الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ ''مہذب'' دنیا کا یہ سلوک صرف اسلام کی حقانیت کے خلاف بغض، کینہ اور حسد پر مبنی ہے۔

﴿فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٤﴾﴾ ''تو (اے نبی ﷺ!) ان کو بشارت دے دیجیے دردناک عذاب کی۔''

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿٢٥﴾﴾ ''البتہ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے، ان کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔''

اللہ کو رب مانا ہے تو پھر زندگی اس کی مرضی کے مطابق گزارنی پڑے گی، محمد ﷺ کو رسول اللہ، راہبر و راہنما مانا ہے تو پھر ان کے اُسوہ پر عمل پیرا ہونا پڑے گا۔ قرآن پر اگر ایمان ہے تو اس کی تعلیمات کے آگے سر جھکانا ہوگا۔ یہی عمل صالح ہے۔ جو یہ نہیں کر سکتے تو ان کے لیے یہاں دردناک عذاب کی بشارت ہے اور جو اس عمل صالح پر عمل پیرا ہو جائیں تو ان کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والے انعامات والی زندگی کی خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان میں شامل فرمائے۔ آمین ❁❁❁

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ تنظیم اسلامی گڑھی شاہو کے رفیق سہیل خالد کے والد وفات پا گئے

☆ پاکپتن، دیپالپور کے نقیب چودھری حسان اکرم کے والد وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمَا وَارْحَمْهُمَا وَاَدْخِلْهُمَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمَا حِسَابًا يَّسِيْرًا

داعیٔ قرآن ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی چند فکر انگیز تالیفات

شہرۂ آفاق دورۂ ترجمۂ قرآن اب کتابی شکل میں
بیانُ القرآن
ترجمہ و مختصر تفسیر
7 حصوں میں، قیمت 3600 روپے

قرآن حکیم کی عظمت و تعارف اور حقوق و مطالبات جیسے علمی و عملی موضوعات پر 8 کتابوں کا مجموعہ
قرآنِ حکیم اور ہم
اشاعت خاص 450 روپے، اشاعت عام 300 روپے

عظمت مصطفیٰ ﷺ، مقصد بعثت، اسوۂ رسول ﷺ اور سیرت نبوی کے انقلابی پہلوؤں پر مشتمل مقالات کا مجموعہ
رسولِ اکرم ﷺ اور ہم
اشاعت خاص 450 روپے، اشاعت عام 300 روپے

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں اسلامی انقلاب کے مراحل و مدارج اور لوازم
منہجِ انقلابِ نبویؐ
مجلد 400 روپے، غیر مجلد 200 روپے

سیرت مطہرہ کے دل پذیر موضوع پر ڈاکٹر صاحب کی زندگی کے آخری خطابات کا مجموعہ
سیرتِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام
صفحات 240، قیمت 180 روپے

شرک کی حقیقت، اقسام اور دورِ حاضر کے شرک سے واقفیت کے لیے مطالعہ کیجیے
حقیقت و اقسامِ شرک
اشاعت خاص 100 روپے، اشاعت عام 60 روپے

امتِ مسلمہ سے خطاب کے ضمن میں قرآن کی جامع ترین سورت
سُورۃُ الحدید
(اُمُّ المُسَبِّحات) کی مختصر تشریح
اشاعت خاص 300 روپے، اشاعت عام 150 روپے

خلافت کی حقیقت
اور عصرِ حاضر میں اس کا نظام
اشاعت خاص 200 روپے، اشاعت عام 100 روپے

☆ علماء کرام، مدرسین اور طلاب کے لیے خصوصی رعایت ☆ مفصل فہرست بلا قیمت طلب کیجیے

مکتبہ خدام القرآن
36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501 (042)
ای میل maktaba@tanzeem.org ویب سائٹ www.tanzeem.org

سمجھ میں بات آتی جا رہی ہے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

کراچی میں برپا سیاسی بھونچال نہ نیا ہے نہ غیر متوقع۔ ایک سوراخ سے بار بار ڈسے جانے کی کوئی حد تو ہو! حکومت کہتی ہے کہ الطاف حسین کی 23 سالہ پاکستان مخالف تقاریر کا ریکارڈ محفوظ ہے۔ ذہنی کیفیت پر محمول کر کے کہا سنا بھلانے کی بات ہو تو یہ کیفیت نئی نہیں۔ نارمل پہلے کب تھی......؟ نہ مشروب کا استعمال نیا ہے۔ نہ امریکہ بھارت کو پکارنا نیا ہے۔ الطاف حسین کا 2001ء میں ٹونی بلیئر کو لکھا گیا خط ریکارڈ پر ہے۔ بھارت میں 2004ء میں پاکستان کے خلاف ڈٹ کر کی گئی ہرزہ سرائی موجود ہے۔ 12 مئی 2007ء کا بھرے میڈیا کے بیچ انہی کے بھائی مشرف کا فخریہ اقرار، قتل عام پر موجود ہے۔ اس تمام عرصے میں کراچی کی ایم کیو ایم قیادت کا گلے پھاڑ، مائیک توڑ کف آلود الطاف بھائی سے (تمام حقائق کے علی الرغم) اظہار وفاداری اور دفاع موجود ہے۔ تمام حکومتوں نے عسکری ہوں یا نام نہاد سول حکومتیں، یہ سارے چرکے نہایت خندہ پیشانی سے سہے تھے تو 23 سالہ ریکارڈ قائم ہوئے ہیں۔ جو جی میں آئے اگل دو۔ پھر ذرا زیادہ دم پر پاؤں آ جائے تو پاؤں پڑ جاؤ، تھوکا چاٹ لو، معافیاں تلافیاں ہو جائیں۔ 1992ء میں بھی مصلحتاً ریٹائرمنٹ کا اعلان الطاف حسین نے کیا۔ 3 ماہ کے اندر رجوع ہو گیا۔ وہ تقریریں فرماتے جائیں یہاں سے اظہار لاتعلقی کا بیان جاری ہوتا رہے۔ بھلے اب وہ ادھر پہلے پاکستان کی طرف منہ کر کے مغلظات اگل دیں۔ (قوم گالیاں کھا کے بے مزہ نہ ہوا' ردعمل دیتی رہے!) بعد ازاں امریکہ میں موجود کارکنوں کو امریکہ، اسرائیل، بھارت، ایران، افغانستان سے مدد مانگنے کی تقریر کی آڈیو کلپ آ جائے۔ ہندوؤں کو مخاطب کر کے تقسیم برصغیر کو برطانوی سازش قرار دے کر اظہار تاسف کر دیا۔ امریکہ اسرائیل مدد کریں تو میں خود داعش، القاعدہ، طالبان، آئی ایس آئی اور پاکستانی فوج سے لڑوں گا، کی للکار دی گئی۔ (ڈان ڈاٹ کام۔ 25 اگست) اس سارے غل غپاڑے کو (وقتی) اظہار لاتعلقی سے دھو ڈالا گیا۔ ساتھ ہی ایم کیو ایم کے دوسرے منہ (واسع جلیل) نے ٹویٹاً واضح فرما دیا کہ فیصلے لندن اور پاکستان کی رابطہ کمیٹی مشترکہ طور پر کرے گی۔ توثیق الطاف حسین ہی کریں گے! رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی! لندن کے کمبل سے پیچھا چھڑانا آسان نہیں۔ معاملہ اگرچہ کلیتاً پاکستان کا اندرونی ہے۔ مگر امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ ہانک رہا ہے......' ایم کیو ایم اور حکومت دونوں احتیاط برتیں۔ حکومت حد سے بڑھا ردعمل ظاہر نہ کرے۔ (ایم کیو ایم نے عہدیداروں کی گرفتاری پر تحفظات کا اظہار کیا۔ ان کے اپنے جو ٹھہرے!) اور ایم کیو ایم سیاسی آراء کو مدنظر رکھیں!' برطانیہ نے پاکستان کی معاشی شہ رگ کراچی کو جس ذریعہ سے (امریکی ایماء پر) دبوچ رکھا ہے اس سے صرف نظر کرنے والا جنت الحمقاء میں رہتا ہے! دفتر خارجہ کا منمنانا کہ متحدہ قائد کا معاملہ پاکستان کئی مرتبہ برطانیہ کے سامنے اٹھا چکا ہے! نتیجہ......؟ ڈٹ کر ہرزہ سرائی؟ 16 سال سے جاری بھتہ خوریاں، منی لانڈرنگ، ایم کیو ایم کے 70 بینک اکاؤنٹوں کا 'انکشاف'، 26 قائد تحریک کے نام! کراچی آپریشن کے دوران پکڑے گئے ساڑھے 8 میں سے ساڑھے 6 ہزار ٹارگٹ کلر ایم کیو ایم سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ تمام اخباروں میں شائع شدہ خبریں کیا واقعی نئے نرالے انکشافات ہیں؟ ہم آزاد کب تھے......؟ برطانیہ امریکہ کی بدروح پاکستانی سیاست میں حلول کی ہوئی پہلے بھی ڈھکی چھپی نہ تھی۔ اب تو گزشتہ 16 سالوں میں کھلے شواہد موجود رہے۔ مغربی ممالک کی مہربانی سے براہمداغ سوئٹزرلینڈ میں، حربیار مری بھی برطانیہ میں، کریمہ بلوچ اور بوقت ضرورت سیاسی گرد باد اٹھانے کو طاہر القادری کینیڈا میں۔ تمام تر تخریب کاری، کراچی کی آکسیجن سلب کر لینے والی ہڑتالوں، بھتہ خوری، فیکٹری کو آگ لگا کر زندہ انسانوں کا بھونا جانا، ٹارگٹ کلنگ کا آسیب ڈیڑھ دہائی طاری رہا۔ (علماء کی قطار اندر قطار شہادتیں) رٹ کہاں تھی......؟ رگ رٹ صرف داڑھی دیکھ کر پھڑکتی رہی۔ ڈالرزدہ رٹ......! متحدہ سیکولر تھی لہٰذا صرف نظر لازم تھا۔ ان کے جرائم اہل دین کے کھاتے میں ڈال کر مساجد مدارس پر دہشت گردی کے ایکٹ لاگو کیے جاتے رہے...... یہ ساری مرضی تو ''صیاد'' کی چلتی رہی۔ جواب پوری بے باکی سے بول بھی پڑا کہ حکومت ہاتھ ہولا رکھے! حالانکہ حکومت بے چاری حسب سابق صرف کہہ ہی تو رہی تھی......' کیفرِ کردار تک پہنچائیں گے۔ برداشت نہیں کیا جائے گا، ایک ایک لفظ کا حساب لیا جائے گا۔ سخت ترین کارروائی کریں گے۔ شدید مذمت کرتے ہیں!' اب اگر عوام سے پتلے جلانے اور حکومت سے مذمتی بیانات جاری کرنے کا حق بھی چھین لیا گیا تو پریشر ککر پھٹ جائے گا...... لہٰذا امریکہ، برطانیہ ذرا احتیاط ہی برتیں تو اچھا ہے! مسئلہ بس یہ تو ہے کہ عوام کچھ سیانے ہو گئے ہیں کھیل تماشے دیکھتے دیکھتے! ''سمجھ میں بات آتی جا رہی ہے، ہمیں بے موت مارا جا رہا ہے''۔ والی کہانیاں اب کھل رہی ہیں۔ سالہا سال سے تمام حکومتیں بلا استثناء تجاہلِ عارفانہ برت رہی تھیں تو بلاوجہ تو نہ تھا...... گروہی، سیاسی مفادات کے تحت باہم سمجھوتے چل رہے تھے۔ اب بھی مقصود ایم کیو ایم کو ختم کرنا نہیں صرف 'کٹ ٹو سائز' کرنے والی بات ہے۔ وہ آرام سے چلائے بغیر حجامت بنوا لیتے تو اچھا تھا۔ ایک رات تحویل میں گزار کر بات سنبھال لی گئی تھی نجانے پھر دورہ کیوں پڑا......! ان کے ہنگامے سے بہت کچھ درہم برہم ہونے لگتا ہے، طرفین کا۔

مثلاً یہی دیکھ لیں کہ اگر ایک طرف قتل، خودکشیاں، اغوا، لاپتگیاں ہیں تو دوسری طرف غریب کشکول زدہ ملک کی عجب خوشحالیاں بھی تو ہیں! گزشتہ 5 برسوں میں 8 ارب ڈالر یعنی 8 کھرب، 38 ارب روپے بیرون ملک بھجوائے گئے! دہشت گردی کی جنگ جب عروج پر تھی تو معیشت کے بھی پو بارہ تھے۔ اسامہ بن لادن کی شہادت کے بعد امریکی امداد میں 73 فیصد کمی آ گئی...... (کتنا بڑا نقصان شکیل آفریدی نے قومی خزانے کو پہنچایا!) بن لادن جاسوسی ٹیم کا حصہ میتھیو بیریٹ بھی تو تھا...... لیکن خیر اب تو وہ پاکستان کا داماد بھی ہے امریکن ہونے کے علاوہ۔ نیوکلیئر تاک جھانک پر بیچارے کو خواہ مخواہ بلیک لسٹ کر دیا تھا...... حالانکہ وہ صرف اپنے سسرال کو بہتر طور پر سمجھنے جاننے کی کوشش کر رہا تھا۔ اب (ریمنڈ ڈیوس تجربے کے بعد) اسے آرام سے ڈی پورٹ کر دیا تاکہ معصوم عوام بلاوجہ پریشان نہ ہوں...... ایشو نہ بنائیں...... حالانکہ عوام

کالا نعام زیادہ سے زیادہ آزادیٔ اظہار کا فائدہ اٹھا کر گلے پھاڑ نعرے لگا لیتے ہیں...... پتلا جلا دیتے ہیں۔ متعلقہ ملک کا پرچم روندنے کی جسارت کر لیتے ہیں! بہر طور میتھیو کو ڈی پورٹ کر دیا۔ نہ ہوئے پاشا، کہ چارٹرڈ طیارے پر بھجواتے! یہ تھوڑا بہت فسانہ بنا بھی تھا تو امریکہ سے کولڈ وار کے ہاتھوں!

ایم کیو ایم ہنگامہ شاخسانہ، ایٹمی پاکستان کو سی پیک پرنت نئے ذائقے چکھانے اور انتشار زدہ رکھنے کی سکیم کا حصہ بھی ہے۔ پوری مسلم دنیا میں جنگیں اور انتشار بو کر دجالی ایجنڈے آگے بڑھائے جا رہے ہیں۔ امریکہ کی اسلحہ ساز فیکٹریاں مسلم کش اسلحہ بنا بنا کر مسلمانوں کو بیچ رہی ہیں۔ یمن پر آگ برسانے کو صرف اگست ہی میں سعودی عرب کو 1.5 ارب ڈالر کا اسلحہ بیچا ہے امریکہ نے...... یمن، شام، خراسان، دجال کے خلاف جنگوں میں اہم مقامات ہیں احادیث کی روشنی میں۔ سو وہاں ہر سو آگ بھڑکا دی گئی۔ اب ضمناً سعودی معیشت کی بھی بربادی مقصود ہے۔ پاکستان کلیتاً سیکولر رہے، گروہ در گروہ باہم دگر لڑتا رہے۔ اس کا ایندھن مغربی قوتیں اپنے پروردہ گروہوں کے ذریعے فراہم کرتی رہی ہیں اور یہی کچھ تر کی میں بھی جاری ہے۔ پاکستان کی قوت، قیام اور بقا، اتحاد و اتفاق میں مضمر تھی جو ایک کلمے اور اسلام کی بنا پر تھی۔ سیکولرازم میں انتشار و افتراق، خود غرضی، خود پرستی، مفاد پرستی کے سوا رکھا ہی کیا ہے۔ سو اس کے کڑوے کسیلے پھل ہم کھا ہی رہے ہیں! مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا...... کی وسعتِ نظری سے نکل کر ہم عصبیتوں کے بھنور میں پڑے چکرا رہے ہیں۔ طارق بن زیاد (بربر)، صلاح الدین ایوبی (کرد)، امام بخاری کو ہیرو اور بزرگ ماننے والے آج الطاف حسین پر جھگڑ، لڑ مر رہے ہیں! تفو بر تو اے چرخِ گرداں!

☆☆☆☆

ادارہ ''ندائے خلافت'' کی جانب سے قارئین کو

عید الاضحیٰ مبارک ہو!

قارئین نوٹ فرمالیں کہ تعطیلات کی وجہ سے ادارہ کے دفاتر بند رہیں گے۔ بنابریں ''ندائے خلافت'' کا اگلا شمارہ شائع نہیں ہوگا۔

وہ قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہو محروم

اوریا مقبول جان
theharferaz@yahoo.com

اقبال کے بارے میں ہمیشہ یہ میرا یقین اور ایمان رہا ہے کہ یہ دنیا کا واحد شاعر اور فلسفی ہے جو انسان کی زندگی کے ہر مرحلے میں رہنمائی کرتا ہے۔ بچپن میں ہوش سنبھالتے ہی آپ کی انگلی تھام لیتا ہے اور ایک ایسی دعا آپ کو سکھاتا ہے جو آئندہ آنے والی زندگی کے لیے رہنما اور ہادی ثابت ہو۔

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

زندگی کے ہر مرحلے، معاشرت و سیاست کے ہر موضوع اور فلسفہ و اقتصاد کے ہر نکتے پر آپ کو اقبال کے افکار سے رہنمائی ضرور ملے گی۔ یہ ہنر اور یہ عظمت دنیا میں کسی شاعر کو نصیب نہیں۔ ہر کوئی اپنے محدود موضوعات اور مخصوص تصورات پر مبنی شاعری کرتا رہا ہے۔ کسی کو محبوبہ کے لب و رخسار اور زلف گرہ گیر سے باہر نکلنے کی فرصت نہیں ملی تو کوئی انقلاب کے گیت گانے یا سرمایہ و محنت کے ترانے لکھتے دنیا سے چلا گیا۔ شیکسپئر جسے دنیا بھر میں سب سے زیادہ متنوع اور وسیع الخیال شخص سمجھا جاتا ہے۔

اس کے ہاں بھی روم و یونان کی عظمت رفتہ میں چمکتے کرداروں کے سوا کچھ اور نظر نہیں آتا۔ پورا مشرق جو اس دور میں اس کرۂ ارضی پر جگمگا رہا تھا، شیکسپئر کی آنکھوں سے اوجھل رہا۔ یہی کیفیت ان تمام شاعروں اور مفکروں کی ہے جنھیں آج دنیا جدید تہذیب کے درخشندہ ستارے سمجھتے ہوئے علم کے ماخذ اور منبع گردانتی ہے۔ کسی کے ہاں مشرق ہے تو مغرب نہیں تو کوئی سائنسی اخلاقیات کا قائل ہے اور آسمانی ہدایات سے بے بہرہ۔ کوئی صرف فلسفے کی گتھیاں سلجھاتا ہے اور زندگی کی تلخ حقیقتوں سے ناآشنا ہے۔ یہ صرف اقبال ہے جو بندہ مزدور کے تلخ ایام کی داستان بھی بیان کرتا ہے اور معراج انسانی کے عظیم واقعے سے درس بھی سکھاتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ صرف اور صرف ایک ہے کہ اقبال کا سارا کا سارا علم قرآن پاک سے مستعار ہے۔ اللہ کا نور ہدایت ہے۔ اس لیے کہ اقبال نے خود یہ دعویٰ کیا ہے۔

گر دلم آئینۂ بے جوہر است
ور بحرفم غیر قرآں مضمر است
پردۂ ناموسِ فکرم چاک کن
ایں خیاباں را زخارم پاک کن

(اگر میرے دل کے آئینے میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ اگر اس دل میں قرآن کے علاوہ کوئی ایک لفظ بھی موجود ہے تو اے اللہ میری عزت کا جو پردہ بنا ہے اسے چاک کر دے، ان پھولوں جیسی دنیا سے مجھ جیسے کانٹے کو نکال دے)۔ اس لیے کہ خود قرآن پاک کا یہ دعویٰ کہ اور ہم نے تم پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا بیان مفصل ہے۔ (النحل:89) قرآن کے اس علم نے اقبال کو رہنمائی عطا فرمائی اور اس نے تہذیب مغرب اور فرنگی مدنیت کا جس طرح پردہ چاک کیا ہے آدمی کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔

میرے جیسا شخص جسے یورپ میں صرف چند دن میسر آئے ہیں یقیناً اس کی آنکھیں اپنے اردگرد کے ماحول کی رنگینیوں اور عیش و آرام کو دیکھ کر خیرہ ہو جاتی ہیں اور آدمی یورپ کی زندگی کو انسانی تہذیب کی معراج سمجھ لیتا ہے۔ لیکن اقبال تو برسوں یہاں رہے اور پھر اس کے سب سے بڑے ناقد بنے۔ سچ بات یہ ہے کہ مغرب کے اس تفصیلی سفر میں اگر اقبال کا کلام میرا ہمسفر اور ہمراہ نہ ہوتا تو میں اس رنگینی کے پیچھے چھپی ہوئی تاریکی بلکہ اتھاہ تاریکی کو نہ سمجھ پاتا۔

یورپ میں بہت روشنی علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات!

مادہ پرستی پر استوار اس تہذیب میں علم و ہنر کی روشنی تو نظر آتی ہے لیکن انسانی اخلاقیات اور اجتماعی محبتوں کے اصول سے عاری ہے۔ اس وقت یورپ میں سب سے زیادہ تعداد بوڑھے لوگوں کی ہوتی جا رہی ہے۔ آپ ان بوڑھوں کو عالم تنہائی میں موت کی جانب جاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ کسی موت کی خبر اس کا پڑوسی میونسپل سروس

والوں کو دیتا ہے اور کوئی اولڈ ایج ہوم میں چند نرسوں کے ہاتھوں ریاست کے زیر انتظام جنازے کی رسوم کے بعد قبر میں اتر جاتا ہے۔

شام ڈھلے شراب خانوں پر افسردہ و پژمردہ نوجوانوں کا ہجوم ہوتا ہے جو اس غم کے بوجھ تلے دبے جا رہے ہوتے ہیں کہ کسی کو اس کا بوائے فرینڈ چھوڑ گیا تو کسی کو اس کی گرل فرینڈ۔ انہی میزوں پر نئے ساتھی کی تلاش ہوتی ہے جسے ہو سکتا ہے اگلے چند ماہ ہی ساتھ چلنا ہو۔ آئندہ آنے والی نسلوں سے یہ لوگ اس قدر مایوس ہیں کہ کوئی بچے پیدا کرنا نہیں چاہتا کہ اگر زندگی کے آخری ایام اکیلے یا اولڈ ایج ہوم میں گزارنا ہے تو پھر اولاد کا کیا فائدہ۔ لیکن میرے جیسے سیاح ان کے سرخ و سفید تمتماتے چہروں کو دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ یہ کس قدر مطمئن لوگ ہیں۔ اقبال نے کہا تھا:

چہروں پہ جو سرخی نظر آتی ہے سرِ شام
یا غازہ ہے یا ساغر و مینا کی کرامات

جس طرزِ معاشرت میں آج یورپ زندہ ہے اسے اقبال نے جس طرح بیان کیا ہے، وہ کمال ہے۔

بیکاری و عُریانی و مے خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کی فتوحات

عریانی و مے خواری تو سب کو نظر آتی ہے لیکن بے کاری و افلاس کے بارے میں لوگ کہیں گے کہ وہ کیسے۔ یورپ میں ایک ایسے سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد رکھی ہے جس میں دولت کی بنیاد پر استحصال کیا جائے۔ تمام بڑی بڑی فیکٹریاں چین، مشرقِ بعید، لاطینی امریکا اور افریقہ منتقل کر دی گئیں ہیں۔ وہ قومیں اپنا خون پسینہ ایک کر کے بہت ہی کم اجرت پر کام کرتی ہیں اور یورپ کا سرمایہ دار مال دار ہوتا چلا جاتا ہے۔

اس سے وہ جو ٹیکس دیتا ہے وہ سب سے پہلے شہری سہولیات پر خرچ ہوتا ہے اور پھر ان افلاس زدہ لوگوں پر جو اس معاشرے میں سوشل سیکیورٹی کے نام پر وظیفہ کھاتے ہیں۔ دنیا کے سب سے زیادہ منشیات کے عادی انہی معاشروں میں ہیں۔ جو کبھی وظیفے پر جیتے ہیں اور کبھی علاج کے نام پر آبادکاری مراکز میں۔ تیس فیصد کے قریب بوڑھے یا پنشن لیتے ہیں اور اکیلے رہتے ہیں یا پھر اولڈ ایج ہوم میں۔ اسپین سے اٹلی، فرانس سے بلجیئم اور ناروے سے جرمنی تک کے اس سفر میں اقبال بہت یاد آ رہے ہیں۔ پورے کا پورا معاشرہ مادیت کے شکنجے میں جکڑا ہوا اور جس کی بنیاد ایک خون چوسنے والے سودی نظام پر رکھی گئی ہے۔

رعنائی تعمیر میں، رونق میں، صفا میں
گرِجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بنکوں کی عمارات!
ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگ مفاجات!

اس پورے یورپ کا سب سے امیر شہر جنیوا ہے جو دنیا بھر کے چور اور بددیانت حکمرانوں کے پیسوں کو بینک میں رکھ کر سود سے اپنی فی کس آمدنی بڑھاتا ہے۔ یورپ خود کو اس صدی میں ایک مضطرب یورپ کہتا ہے۔ اس کے مفکرین کہتے ہیں یہ ہماری اضطراب Anxiety کی صدی ہے۔ اقبال نے ایک سو سال پہلے کہا تھا ان کے ہاں ترقی کی معراج انسان نہیں سائنسی ایجادات ہیں اور ایجادات جسمانی سکون دیتی ہیں ذہنی اطمینان نہیں۔

وہ قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہو محروم
حد اُس کے کمالات کی ہے برق و بخارات!

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''مسجد جامع القرآن گلشن سحر قاسم آباد حیدرآباد'' میں

7 تا 9 اکتوبر 2016ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

نقباء کورس

(نئے و متوقع نقباء کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 022-2106187 / 0333-2717617

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638(042)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی'' میں

یکم تا 7 اکتوبر 2016ء (بروز ہفتہ نماز عصر تا بروز جمعۃ المبارک دوپہر 12 بجے)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
رفقاء ان موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0345-2789591، 021-34816580-81

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638(042)

کشمیری بھائیوں کی حقیقی مدد

حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)

جماعت اسلامی پاکستان کے زیر انتظام 29 جولائی 2016ء کو اسلام آباد میں منعقدہ ''قومی کشمیر کانفرنس'' کے لیے امیر تنظیم اسلامی کا مرتب کردہ تحریری بیان، جس کا خلاصہ کانفرنس میں زبانی طور پر پیش کیا گیا۔ (ادارہ)

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

مظلوم کشمیری بھائیوں کے ساتھ یکجہتی کے اظہار کے لیے منعقد کردہ آج کی آل پارٹیز کانفرنس کے انعقاد پر میں میزبان جماعت یعنی جماعت اسلامی اور اُس کے قائدین بالخصوص سراج الحق صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پوری قوم کی طرف سے یہ فرض کفایہ ادا کیا ہے۔ فجزاھم اللہ! کشمیر کی آزادی کے حوالے سے چلنے والی حالیہ تحریک بھارت کے بہیمانہ ظلم وستم کا نتیجہ ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اس تحریک کو کچلنے کے لیے بھارتی حکومت نے مسلمانانِ کشمیر پر جس ظلم و بربریت کا مظاہرہ کیا ہے اس نے بھارت کے اس جھوٹے دعوے کا پول کھول دیا ہے کہ وہ جمہوریت اور سیکولرازم کا علمبردار ہے۔ یہاں تک کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل اور ہیومن رائٹ واچ جیسے عالمی ادارے بھی بھارت کے حالیہ ظلم وستم کو war crime قرار دینے پر مجبور ہوئے ہیں۔

حقیقت میں یہ ذمہ داری حکومت پاکستان کی بنتی تھی کہ وہ بھارت کے ان مظالم کے حوالے سے عالمی اداروں سے پُر زور مطالبہ کرتی کہ مقبوضہ کشمیر میں جنگی جرائم کے ارتکاب پر بھارت کو ''دہشت گرد'' قرار دیا جائے اور اہل کشمیر کو اُن کا حق رائے دہی دلوایا جائے۔ اس معاملے میں ہمارے حکمران طبقے کی مجرمانہ غفلت کشمیر کاز کو شدید طور پر نقصان پہنچانے کا باعث بن سکتی ہے۔ اس کا واضح ثبوت معروف کشمیری لیڈر یٰسین ملک کا حالیہ بیان ہے جو حکومت پاکستان کے لیے ایک وارننگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ کشمیری مسلمان اس وقت ہندوستانی قیادت پر برملا عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں اگر پاکستان اُن کی مدد نہیں کرتا تو وہ پاکستانی قیادت پر بھی عدم اعتماد کا اظہار کر دیں گے۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ کشمیر میں دو نعرے قبولیت عام کا درجہ حاصل کر چکے ہیں:

(1) پاکستان سے رشتہ کیا؟ لا الٰہ الا اللہ

(2) کشمیر بنے گا پاکستان!

گویا وہ پاکستان کو ہی اسلام کا اصل قلعہ سمجھتے ہوئے اُس کا حصہ بننے کے خواہش مند ہیں۔ یہ نعرے اہل پاکستان اور بالخصوص پاکستان کی دینی و مذہبی قیادت کے لیے لمحہ فکریہ ہیں کہ اگر ہمارے کشمیری بھائی پاکستان سے اپنے رشتے اور الحاق کی اصل بنیاد ''لا الٰہ الا اللہ'' کو سمجھتے ہیں تو اوّلین قدم کے طور پر ہمیں یہاں پاکستان میں ''لا الٰہ الا اللہ'' کو عملی طور پر نافذ کرنا ہوگا۔ بصورت دیگر پاکستان کے ساتھ الحاق بھی اُن کے لیے مزید frustration کا باعث بنے گا۔

ہمارے مظلوم کشمیری بھائیوں کے دوسرے نعرے یعنی ''کشمیر بنے گا پاکستان'' کے حوالے سے بھی ہمارے لیے غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ کشمیر کس پاکستان کا حصہ بنے گا؟ کیا سیکولر، لبرل، سودی معیشت کے حامل، اللہ اور رسولؐ سے بغاوت کا علی الاعلان اظہار کرنے والے، ابلیسی تہذیب کو فروغ دینے والے پاکستان سے کشمیر کا الحاق اُن کے خوابوں کی تعبیر بن سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! ہاں اگر پاکستان میں حکومتی اور ریاستی سطح پر اسلام کا وہ عادلانہ نظام قائم ہو جائے جس کی اعلیٰ ترین عملی مثال دورِ خلافت راشدہ ہے تو ان شاء اللہ العزیز کشمیر پکے ہوئے پھل کی طرح ہماری گود میں آ گرے گا، اس لیے کہ تب اللہ کی نصرت وحمایت بھی ہمیں حاصل ہوگی جس سے آج ہم قطعی طور پر محروم ہیں۔

گزشتہ 69 سالوں میں ہماری سیکولر قیادتوں کی نااہلی اور ناکامی بھی کھل کر سامنے آ چکی ہے اور نظریہ پاکستان یعنی لا الٰہ الا اللہ سے ان کی غداری بھی پورے طور پر آشکارا ہو چکی ہے۔ اب یہ ہماری دینی قیادتوں کا کڑا امتحان ہے کہ وہ اپنا مثبت کردار ادا کرتے ہوئے ملت واحدہ اور بنیان مرصوص بن کر یہاں ''لا الٰہ الا اللہ'' والا نظام یعنی نظام مصطفیٰ ﷺ کو نافذ وقائم کرنے کے لیے سرگرم عمل ہو جائیں، اور اس عظیم مقصد کے لیے مل جل کر ایک بھرپور عوامی تحریک چلائیں۔ یقیناً اللہ کی تائید و نصرت ہماری دستگیری فرمائے گی جس سے آج ہم نے خود کو محروم کر رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰهَ یَنۡصُرۡكُمۡ وَیُثَبِّتۡ اَقۡدَامَكُمۡ﴾ (محمد:7)

''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری کرے گا اور تمہارے قدموں کو ثبات عطا کرے گا۔''

مزید فرمایا:

﴿اِنۡ یَّنۡصُرۡكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمۡ ۚ وَاِنۡ یَّخۡذُلۡكُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَنۡصُرُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ وَعَلَی اللّٰهِ فَلۡیَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ﴾

(آل عمران:160)

''اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا، اور اگر وہ (تمہاری بے وفائی کے سبب) تمہیں بے یار و مددگار چھوڑ دے تو کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کو آ سکے۔ اور اللہ ہی پر بھروسا کرتے ہیں تمام اہل ایمان۔''

بہرحال اب یہ ذمہ داری ہمارے دینی رہنماؤں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ متحد اور یک جان ہو کر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے سنجیدگی سے جدوجہد کریں تاکہ ہم اپنے مظلوم کشمیری بھائیوں کی حقیقی مدد کرنے کے قابل بن سکیں۔ گر یہ نہیں تو بابا پھر سب کہانیاں ہیں۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

☆☆☆

عالمی اسٹیبلشمنٹ کا یہ پروگرام تھا کہ کراچی میں اتنا اسلحہ اکٹھا کر دیا جائے اور وہاں کی عوام کو اتنا عسکریت پسند بنا دیا جائے کہ کسی وقت بھی وہاں ہنگامہ برپا ہو سکے اور ایک وقت ایسا آئے کہ کراچی UNO کو پکارے اور پھر UNO وہاں فوجیں اتارے کہ یہاں بہت ظلم ہو رہا ہے: ایوب بیگ مرزا

جس طرح کشمیر میں پاکستان زندہ باد کے نعرے لگ رہے ہیں کراچی میں انڈیا نے پاکستان مردہ باد کے نعرے لگوا دیئے۔ یہ بنیادی طور پر عالمی میڈیا کی توجہ کشمیر سے ہٹانے اور پاکستان میں انتشار اور فساد پھیلانے کی بھارتی کوشش ہے: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

قائد ایم کیو ایم کی پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام " زمانہ گواہ ہے " میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال :ایم کیو ایم کی تاریخ کیا ہے؟ یہ کیوں بنی؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ :ایم کیو ایم کی تاریخ سمجھنے کے لیے ہمیں تھوڑا پیچھے جانا پڑے گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ تقسیم ہند کے بعد کراچی پاکستان کا دارالخلافہ تھا اور پاکستان کی واحد پورٹ بھی وہاں پر تھی۔ بہت سارے ہندو بھی اپنا کاروبار چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ وہاں ترقی کے مواقع زیادہ تھے اس لیے زیادہ تر لوگوں کا رجحان اس وقت کراچی کی طرف تھا۔ پورے پاکستان کے لوگ تلاش معاش کے لیے وہاں جاتے تھے۔ انڈیا سے بھی بہت سے مسلمان ہجرت کر کے وہاں آباد ہوئے۔ لہٰذا وہ ایک ملٹی کلچرل سٹی تھا۔ تعلیم یافتہ لوگوں کی وہاں زیادہ اہمیت تھی اور لوگوں میں دینی رجحان بھی بہت زیادہ تھا۔ جب ایوب خان کے دور میں وہاں سے دارالخلافہ اسلام آباد شفٹ ہوا تو وہاں محرومیوں کا آغاز ہو گیا اور تلاش معاش اور روزگار کے مواقع کم ہو گئے۔ نتیجہ میں جو طبقاتی خلا پیدا ہوا اس سے لسانی منافرتوں نے سر اُٹھایا اور ایوب خان کے دور میں ہی وہاں پہلی دفعہ بڑے بڑے فسادات ہوئے۔ یہ طبقاتی خلا بڑھتا چلا گیا۔ بھٹو کے دور میں لسانی مسئلہ پر دوبارہ فسادات ہوئے۔ اس کے بعد نظام مصطفیٰ کی تحریک چلی جس کے نتیجے میں جنرل ضیاء الحق آئے۔ یہ تحریک بڑے شہروں میں زیادہ مقبول تھی۔ خاص طور پر کراچی میں تو جماعت اسلامی اور جمعیت علمائے اسلام کا سیاسی غلبہ تھا۔ لہٰذا ان کا زور توڑنے کے لیے جنرل ضیاء الحق نے ایم کیو ایم کو کھڑا کیا۔ اس وقت وہاں پر مہاجروں کی دوسری نسل جوان ہو چکی تھی اور الطاف حسین آل پاکستان مہاجر سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے صدر تھے۔ ضیاء الحق کے '' دست شفقت '' سے ان کی سیاست شروع ہوئی، انہوں نے اس نوجوان نسل کو اٹھایا اور پھر ایم کیو ایم وجود میں آئی۔ اسی دوران ایک خاص واقعہ ہوا کہ ایک مہاجر لڑکی بس کے نیچے آ کر ہلاک ہو گئی۔ اس کے نتیجے میں فسادات ہوئے اور وہاں سے ایم کیو ایم کو عروج حاصل ہوا۔ اس کے بعد ایم کیو ایم کو کراچی، حیدرآباد، سکھر وغیرہ سے صوبائی اور قومی اسمبلی کی اتنی سیٹیں مل جاتی تھیں کہ اگر کسی پارٹی کی حکومت نہ بن رہی ہوتی تو پھر ایم کیو ایم کا مقام بن جاتا تھا جس کی بنیاد پر یہ سیاست کرتے رہے۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

لیکن ان کے عسکری ونگ کی وجہ سے پہلے 90 کی دہائی میں آپریشن ہوا اور اب بھی جو آپریشن ہو رہا ہے اس میں اور بہت سی تلخیاں شامل ہو گئیں۔ پھر کراچی میں جو ٹارگٹ کلنگ اور بھتہ خوری وغیرہ کے جو واقعات ہوئے تو اس کی وجہ سے ان کی ساکھ کمزور ہوئی اور اب کراچی میں کچھ دینی جماعتیں بھی میدان میں آ گئی ہیں اور لسانی، نسلی اور مسلکی تعصبات فساد کا باعث بن رہے ہیں۔

سوال :ایم کیو ایم بنائی گئی یا خود بنی؟ کیا یہ جئے سندھ تحریک کو دبانے کے لیے بنائی گئی؟

ایوب بیگ مرزا :میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان سے جو لوگ ہجرت کر کے آئے تھے ان کے کراچی جانے کی بنیادی وجہ یہ نہیں تھی کہ کراچی دارالخلافہ تھا بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ کراچی ایک کاروباری اور ساحلی شہر تھا، وہاں بندرگاہ بھی تھی اور روزگار اور تجارت کے مواقع زیادہ تھے۔ پاکستان بننے سے پہلے بھی یہاں تجارت کا رجحان زیادہ تھا اور ہندوستان سے آنے والے زیادہ تر مہاجر تجارت پیشہ اور ملازمت پیشہ تھے۔ اس وجہ سے انہوں نے کراچی کا رُخ کیا۔ دوسری بات جو میں واضح کر دینا چاہتا ہوں یہ ہے کہ بھٹو کے دور میں جو فسادات ہوئے، ان میں اہل کراچی کسی حد تک حق پر تھے۔ کیونکہ ان کی زبان اردو تھی اور سندھی زبان کو صوبائی زبان قرار دینے سے ان کے حقوق متاثر ہوئے تھے۔ پھر جب بھٹو نے ملازمتوں کے لیے کوٹہ سسٹم مقرر کیا تو اس سے مہاجروں کے حقوق اور زیادہ متاثر ہوئے کیونکہ کراچی میں لوگ زیادہ پڑھے لکھے تھے اور ان کا ملازمتوں کی طرف زیادہ رجحان تھا لہٰذا ان کا زیادہ حق تھا۔ اس کوٹہ سسٹم نے آپس کے جھگڑے کی بنیاد رکھی۔ پھر جنرل ضیاء الحق نے سندھ میں پیپلز پارٹی کی طاقت کو توڑنے کے لیے باقاعدہ ایم کیو ایم کا پودا لگایا۔ اگرچہ الطاف حسین نے مہاجر کا مسئلہ اٹھایا لیکن اس کی ایک بنیاد بھٹو نے فراہم کی تھی اور ایک بنیاد ضیاء الحق نے فراہم کی تھی۔ لہٰذا ایم کیو ایم اسٹیبلشمنٹ کی پیداوار ہے لیکن یہ کہنا کہ یہ جئے سندھ کو دبانے کے لیے بنائی گئی صحیح نہیں ہے کیونکہ جئے سندھ کی اس وقت پیپلز پارٹی سے دشمنی پیدا ہو چکی تھی اور جنرل ضیاء کو جئے سندھ کو دبانے کی ضرورت نہیں تھی۔

سوال :جس مقصد کے لیے ایم کیو ایم بنی تھی کیا وہ مقصد پورا ہوا؟

ایوب بیگ مرزا :ایک لحاظ سے تو ایم کیو ایم نے کام کیا ہے۔ جس کی قدر بھی کرنی ہوگی اور تعریف بھی کرنی ہوگی کیونکہ ایم کیو ایم نے کراچی کی بہت خدمت بھی کی ہے۔ مصطفیٰ کمال جب کراچی کے ناظم تھے تو انہوں نے بہت کام کیے۔ ان کے پیچھے ظاہر ہے ایم کیو ایم تھی۔

سوال :کراچی میں جماعت اسلامی نے بھی بہت کام کیا ہے۔ خاص طور پر نعمت اللہ صاحب کی خدمات کو بھلایا نہیں جا سکتا۔

ایوب بیگ مرزا :میں سمجھتا ہوں کہ ایم کیو ایم نے

زیادہ کام کیا ہے اور اس کے بعد کراچی کا جو حشر ہوا ہے اور گندگی کے جو ڈھیر لگے ہیں اس سے تو لوگوں کا رجحان مزید ایم کیو ایم کی طرف جائے گا۔ اب اگر وہ عسکریت پسندی کی طرف نہ جائیں اور ان شاء اللہ نہیں جائیں گے تو سیاسی حق تو ان کا ہے کہ وہ سیاست میں زندہ رہیں اور فعال کردار ادا کریں۔ وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں، ہم اسی طرح ان کو اپنے مسلمان بھائی سمجھتے ہیں جس طرح ہم پنجاب سمیت کسی بھی صوبے کے لوگوں کو سمجھتے ہیں۔ انہیں مہاجر کیوں کہا جائے؟

سوال: الطاف حسین کی آخری تقریر جس میں انہوں نے جلاؤ گھیراؤ کا حکم دیا اور پاکستان مخالف نعرے بھی لگوائے، کیا سوچی سمجھی اسکیم کا حصہ تھی؟ ایم کیو ایم کا یہ ایجنڈا کدھر سے آیا؟ اور یہ ایک دم لاوا کیسے پھٹا؟

ایوب بیگ مرزا: یہ ایک دم نہیں ہوا۔ الطاف حسین کی نیت، اس کے بعض اقوال اور اعمال یہ ظاہر کرتے ہیں اور ایک عرصہ سے ظاہر کر رہے تھے کہ وہ اینٹی پاکستان جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر دہلی میں تقریر کرتے ہوئے اس نے کہا کہ ہمارے بزرگوں نے پاکستان بنا کر انسانی تاریخ کی سب سے بڑی غلطی کی۔ اسی سیمینار میں عمران خان بھی شامل تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر حیران رہ گیا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ جب میں دہلی ایئرپورٹ پر اُترا تو الطاف حسین کے بینرز شاہراہوں پر لگے ہوئے تھے۔ الطاف حسین کا انڈیا کے ساتھ تعلق چند ماہ یا چند سالوں کا نہیں بلکہ یہ پرانی بات ہے۔

سوال: کیا اس کو خرید لیا گیا۔ یا وہ اسٹیبلشمنٹ کے ہاتھوں مجبور ہو کر انڈیا کی طرف گیا؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسٹیبلشمنٹ الطاف حسین کے خلاف ہوئی تو وہ اس کے اسی طرز عمل کے بعد ہی ہوئی ہوگی جو اس نے انڈیا میں جا کر دکھایا جس سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ الطاف حسین کراچی میں حاصل ہونے والی مقبولیت کو ہضم نہیں کر سکا اور جلد ہی یہ ذہن بن گیا کہ میں کراچی کو ایک ملک بنا کر اسے چلاؤں۔

سوال: الطاف حسین نے اپنی تقریر میں جس طرح کی گندی زبان استعمال کی وہ اس سے پہلے بھی خواتین کی موجودگی میں استعمال کرتے رہے ہیں۔ کیا یہ ذہنی عدم توازن کا مسئلہ ہے یا کچھ اور؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ ذہنی عدم توازن کا مسئلہ ہے اور نہ کوئی جذباتی مسئلہ ہے بلکہ یہ باقاعدہ سوچی سمجھی اسکیم کے تحت اس نے gamble کیا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ اس تقریر کے نتیجے میں سارا کراچی اُٹھ کھڑا ہوگا۔ لیکن صرف ایک ٹاؤن میں ہنگامے ہوئے۔ اگر یہ ہنگامے سارے کراچی میں ہوتے تو پھر وہ یہ ٹرن نہ لیتا جو اب لیا ہے۔ چونکہ انڈیا میں کشمیر کا مسئلہ بڑے زور و شور سے سر اُٹھا رہا ہے اور عالمی میڈیا کو بھی بہر حال شرم آ گئی ہے اور وہ بھی اب مقبوضہ کشمیر میں ہونے والے مظالم دکھا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے انڈیا دنیا بھر میں رسوا ہو رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کا رخ موڑا جائے۔ لہٰذا پاکستان میں جتنے بھی را کے ایجنٹ ہیں انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ پاکستان میں فوری طور پر متحرک ہوں اور جو وہ کر سکتے ہیں کر گزریں اور شہروں میں ایسا طوفان کھڑا کر دیں کہ انڈیا کہہ سکے کہ یہ صرف انڈیا کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ

> راحیل شریف نے کراچی میں ایم کیو ایم کی عسکری قوت ختم کرنے کے حوالے سے جو اقدامات کیے ہیں اس سے عالمی اسٹیبلشمنٹ کا سارا منصوبہ خاک میں مل گیا ہے۔

پاکستان میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ٹائمنگ بھی یہی ظاہر کرتی ہے کہ یہ کوئی انٹرنیشنل ایجنڈا ہے۔ جس طرح کشمیر میں پاکستان زندہ باد کے نعرے لگ رہے تھے یہاں انہوں نے پاکستان مردہ باد کے نعرے لگوا دیئے۔ یہ بنیادی طور پر عالمی میڈیا کی توجہ کشمیر سے ہٹانے اور پاکستان میں انتشار اور فساد پھیلانے کی ایک کوشش ہے۔

ایوب بیگ مرزا: اصل میں عالمی اسٹیبلشمنٹ کا ایک پروگرام تھا کہ کراچی میں اتنا اسلحہ اکٹھا کر دیا جائے اور وہاں کی عوام کو اتنا عسکریت پسند بنا دیا جائے کہ کسی وقت بھی وہاں ہنگامہ برپا ہو سکے اور ایک وقت ایسا آئے کہ کراچی UNO کو پکارے (جیسا کہ ایک مرتبہ انہوں نے پکارا بھی تھا) اور پھر یو این او وہاں فوجیں اتارے کہ یہاں بہت ظلم ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ راحیل شریف نے کراچی میں ایم کیو ایم کی عسکری قوت ختم کرنے کے حوالے سے جو اقدامات کیے ہیں اس سے عالمی اسٹیبلشمنٹ کا سارا منصوبہ خاک میں مل گیا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ نائن زیرو سمیت ایم کیو ایم کے تمام دفاتر سیل کر دیئے گئے ہیں بلکہ اکثر دفاتر گرا دیئے گئے ہیں اور اتنی گرفتاریاں ہوئی ہیں لیکن کراچی میں ایک بھی دوکان بند نہیں ہوئی۔ جبکہ پہلے یہ ہوتا تھا کہ ذرا سی بس لیٹ ہو جاتی تھی تو پورے کراچی کو بند کروا دیا جاتا تھا۔ وہاں اب بھی اسلحہ موجود ہوگا۔ کئی جگہوں سے کھدائی کر کے رینجرز نے گھروں سے اسلحہ نکالا بھی ہے لیکن اب وہاں عسکریت پسند عناصر میں خاطر خواہ کمی ہوئی ہے۔ لہٰذا اس پر صرف انڈیا ہی نہیں تلملا رہا بلکہ عالمی اسٹیبلشمنٹ کو بھی بہت بڑا دھچکا لگا ہے کہ وہ اب کراچی میں کچھ کر نہیں سکتی۔

سوال: الطاف حسین کا بڑا عجیب معاملہ ہے۔ وہ استعفیٰ دیتے ہیں پھر واپس لے لیتے ہیں۔ متنازعہ تقریر کرتے ہیں پھر معافی مانگتے ہیں۔ ان کی شخصیت کیا ہے؟ یہ کوئی بائی پولر شخصیت تو نہیں ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: خبریں یہی ہیں کہ اب ان کی صحت ٹھیک نہیں ہے۔ ان کے بیانات سے یہی لگتا ہے کہ یا تو وہ بہت زیادہ انڈر پریشر ہیں۔ کیونکہ ان پر منی لانڈرنگ کا کیس بھی کھلا ہوا ہے اور ڈاکٹر عمران فاروق قتل کیس بھی ہے۔ لیکن اصل میں وہ پاکستانی سیاست میں فعال رہنے کی کوشش میں کوئی ایسا بیان دیتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں کہ اس کے کیا فال آؤٹ ہوئے۔ کیا ری ایکشن ہوا۔ جیسا کہ اب وہ جو مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے وہ پورا نہیں ہوا تو انہوں نے معافی مانگ لی۔

ایوب بیگ مرزا: انسان کے بہت سے اعمال ایسے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے دوسروں کی نگاہ میں اس کی عزت نہیں رہتی لیکن جو بار بار معافی مانگنے والا عمل ہے یہ اسی کا کام ہو سکتا ہے کہ جس کی اپنی نگاہ میں بھی اپنی کوئی عزت نہ ہو۔ ان کے بارے میں میں ایک اور بات بڑے واضح طور پر کہہ رہا ہوں کہ یہ مکار انسان ہیں۔ وہ جان بوجھ کر بھی ظاہر کر رہے ہیں کہ میری ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ ان پر برطانیہ میں دو کیسز ہیں اور برطانیہ میں اگر کسی کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ اس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے تو وہاں کے قانون کا ہاتھ ہلکا ہو جاتا ہے۔

سوال: فاروق ستار اور ان کی ٹیم نے پریس کانفرنس میں الطاف حسین کے بیان سے لاتعلقی کا جو اعلان کیا ہے یہ الطاف حسین کو بچانے کے لیے ہے یا ان سے الگ ہونے کے لیے ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ تو وقت بتائے گا۔ پاکستان میں ایم کیو ایم فاروق ستار کے نام سے رجسٹرڈ ہے، الطاف حسین کے نام سے رجسٹرڈ نہیں ہے۔ الطاف حسین قائد تحریک کہلاتے ہیں۔ فاروق ستار نے ایم کیو ایم پاکستان کا لفظ استعمال کیا ہے اور پہلی دفعہ ایم کیو ایم لندن سے لاتعلقی کا اعلان کیا ہے۔ لیکن دیکھنا پڑے گا کہ

وہ کتنی دیر تک اس لاتعلقی پر قائم رہتے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر فاروق ستار نے مصطفیٰ کمال کی جماعت میں جانا گوارا نہیں کیا کیونکہ اس طرح وہ مصطفیٰ کمال کے ماتحت ہوتے۔ لہٰذا انہوں نے مائنس ون فارمولہ کے تحت ایم کیو ایم کو الطاف حسین سے لاتعلق کر لیا ہے۔ کیونکہ پچھلے پندرہ بیس دن ڈاکٹر فاروق ستار غائب رہے ہیں۔ ان دنوں میں ان کے اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ جو مذاکرات ہوئے ہیں ان میں انہوں نے نہ صرف مصطفیٰ کمال کے پاس جانے سے انکار کیا بلکہ کسی ایسی صورتحال کے متقاضی ہوئے جس میں وہ الطاف حسین سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے ایم کیو ایم کے سربراہ بن جائیں کیوں کہ کراچی میں سیاسی قوت اب بھی ایم کیو ایم کی ہے؟

سوال: ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ آنکھوں میں دھول جھونکی گئی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میرے خیال میں اسٹیبلشمنٹ بھی اتنی سیدھی نہیں ہے۔ اگر فاروق ستار واقعتاً اپنا طرزِ عمل برطانوی ایم کیو ایم سے علیحدہ ظاہر کریں اور پرو پاکستان کے طور پر سامنے آئیں لیکن اس کے باوجود ایم کیو ایم کا عسکری ونگ ختم نہ کریں تو پھر ان کی علیحدگی قبول نہیں کی جائے گی۔ لیکن اگر یہ عسکریت پسندی سے تائب ہو کر ایک سیاسی قوت بن جائیں تو اس سے اسٹیبلشمنٹ کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ ایم کیو ایم پھر بھی صوبہ سندھ میں ایک بڑی سیاسی قوت کے طور پر موجود رہے گی اور اسٹیبلشمنٹ بھی اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوگی جس کے تحت ایم کیو ایم کو لایا گیا تھا۔

سوال: لگتا ہے کہ بھارت نے یہ بدلا لیا ہے۔ کیونکہ کشمیر میں پاکستان زندہ باد کے نعرے لگتے ہیں اور یہاں مردہ باد کے نعرے لگوائے گئے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ کوئی tit for tat والا معاملہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یقیناً ہے۔ لیکن ایک فرق ہے۔ کشمیر ہندوستان پاکستان کا ایک نامکمل ایجنڈا ہے۔ یہ انڈیا بھی تسلیم کرتا ہے لیکن اس کے باوجود کشمیر کے مسئلے کو کسی اور مسئلے سے ملا دینا بہت بڑی زیادتی ہے۔ انڈیا نے خود اقوام متحدہ میں جا کر کشمیر کو متنازعہ مسئلہ تسلیم کیا ہے اور اس نے کشمیر میں حق استصواب رائے بھی تسلیم کیا ہے اور وعدہ کیا تھا کہ وہاں رائے شماری کروائے گا لیکن بعد میں حالات بدل گئے اور اس میں زیادہ قصور ہمارا اپنا ہے۔ اگر پاکستان حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بن گیا ہوتا، یہاں واقعی لا الٰہ الا اللہ پر مبنی نظام قائم ہوتا اور ہم ایک مضبوط معیشت اور مضبوط معاشرت والی قوم ہوتے، ہمارے ہاتھوں میں کشکول نہ ہوتا تو کیا کشمیر کے بارے میں انڈیا مکر سکتا تھا؟ لیکن اگر پاکستان اسی طرح کمزور رہتا ہے تو کشمیری مرتے چلے جائیں گے (اللہ تعالیٰ انہیں زندگی عطا کرے) لیکن انڈیا کبھی ان کو آزادی کا حق نہیں دے گا۔ لہٰذا کشمیر کی آزادی کے لیے مضبوط پاکستان لازم ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: کشمیر تقسیم ہند کا ایک نامکمل ایجنڈا تو ہے ہی لیکن وہ پاکستان کی شہ رگ بھی ہے۔ ہمارے سارے آبی وسائل کشمیر میں ہیں اور پھر وہاں مسلمان اکثریت میں ہیں جو ہمارے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہماری معاشی اور معاشرتی مضبوطی کے لیے کشمیریوں کا ہمارے ساتھ شامل ہونا ضروری ہے۔

> اگر ہم مسلک کی بجائے دین کی طرف آئیں گے تو آپس کی لڑائی سمیت تمام عذابوں سے نجات مل جائے گی اور ہم متحد اور مضبوط قوم ہوں گے۔ ان شاء اللہ

اسی طرح کراچی پاکستان کا معاشی حب ہے۔ ہماری بڑی بندرگاہ بھی کراچی میں ہے اور نیوی کا ہیڈ کوارٹر بھی کراچی میں ہے۔ لہٰذا کراچی بھی ہمارے لیے اتنا ہی ضروری ہے۔ لیکن انڈیا نے کشمیر میں بھی پاؤں رکھا ہوا ہے اور اب کراچی میں بھی مسائل پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جبکہ دوسری طرف ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر متحد ہو کر پاکستان بنایا تھا، اس وقت نہ کوئی پنجابی تھا نہ بلوچی، نہ سندھی اور نہ پٹھان۔ لیکن آج ہم مختلف قومیتوں، نسلی، لسانی، صوبائی اور جغرافیائی عصبیتوں میں بٹے ہوئے ہیں اور کچھ ہمارے اعمال بھی ایسے ہیں جن سے دشمنوں نے فائدہ اٹھایا اور ہمیں ایک ایسے چوراہے پر لا کھڑا کیا ہے جہاں ہمیں راستہ نظر نہیں آ رہا ہے۔ جبکہ راستہ وہی ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ۔ جب تک ہم اس راستہ پر واپس نہیں آئیں گے ہمارے لیے مسائل کھڑے ہوتے رہیں گے۔

سوال: ایم کیو ایم کا عسکری ونگ ختم کرنے کی بات ہو رہی تھی لیکن کیا باقی جماعتوں کے عسکری ونگ نہیں ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: مذہبی جماعتوں کے بھی عسکری ونگ تھے لیکن ضرب عضب کے بعد انہوں نے پسپائی اختیار کر لی ہے۔ پنجاب میں لشکر جھنگوی کے 16 افراد کو گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ سنی تحریک کے خلاف بھی ایکشن ہوا ہے اور ان کے بہت سے لوگ پکڑے گئے ہیں۔ لہٰذا عسکری ونگ جتنے بھی تھے سب دب گئے ہیں۔ جو فعال ہیں ان کو بھی بند ہونا چاہیے۔ سیاست کا عسکریت کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

سوال: کراچی پاکستان کا صنعتی اور تجارتی حب ہے۔ وہاں پر مختلف جماعتوں کی جو کھینچا تانی چل رہی ہے۔ اس کا کوئی حل ہے؟ یعنی ہم سب پاکستانی ہیں اور سب مسلمان ہیں، یہ چیز کیسے بحال ہوگی؟

ایوب بیگ مرزا: قرآن مجید میں تین قسم کے عذاب بتائے گئے ہیں۔ آسمان سے عذاب، پاؤں کے نیچے سے عذاب اور آپس میں تقسیم کر کے ایک دوسرے کی طاقت کا مزہ چکھانا۔ یہ تیسرا عذاب کسی بھی قوم کے لیے سخت ترین عذاب ہوتا ہے۔ جب ہم نے وہ راستہ چھوڑ دیا جس کی بنیاد پر پاکستان حاصل کیا گیا تھا تو ایک خلا پیدا ہو گیا۔ اس خلا کو بہرحال پُر ہونا تھا لہٰذا مختلف عصبیتیں منظر عام پر آ گئیں اور ہم قومیتوں میں بٹ گئے۔ اس قوم کو جوڑنے والی واحد چیز ہمارا دین تھا ورنہ بلوچیوں، سندھیوں، پنجابیوں اور پٹھانوں کی نہ تو آپس میں زبان ملتی ہے، نہ لباس اور نہ کوئی ایک چیز بھی مشترک ہے۔ مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) اور مغربی پاکستان کے درمیان ایک ہزار میل کا فاصلہ ہے لیکن دونوں کو ملا کر ایک ملک حاصل کرنا ایک معجزہ تھا اور یہ معجزہ صرف دین کی بنیاد پر ہوا تھا۔ آج بھی صرف دین کی بنیاد پر ہی یہ معجزہ ہو سکتا ہے کہ ہم سب متحد ہو جائیں۔

سوال: دین میں بھی تو تفرقے ہیں آپ کس کی بات کرتے ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: دین میں کوئی تفرقہ نہیں ہے۔ یہ تمام تفرقے ہم نے مسلکی بنیادوں پر بنائے ہوئے ہیں۔ آئین میں قرار دادِ مقاصد بھی موجود ہے کہ یہاں کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں بن سکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمارے ہاں جو قوانین بنائے جاتے ہیں ان کا قرآن و سنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ اصل میں یہی منافقت ہے جس کا مزہ ہمیں آپس کی لڑائی کی صورت میں چکھنا پڑ رہا ہے۔ اگر ہم مسلک کی بجائے دین کی طرف آئیں گے تو آپس کی لڑائی سمیت تمام عذابوں سے نجات مل جائے گی اور ہم متحد اور مضبوط قوم بن جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

جلد بازی: ندامتوں کی ماں

مولانا محمد اسلم

اہل عرب عجلت اور جلد بازی کو ''ام الندامات'' (ندامتوں کی ماں) کہا کرتے ہیں اور یہ واقعی حقیقت ہے کہ جلد باز کو ہمیشہ شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ سوچے سمجھے بغیر کہی ہوئی بات اور عجلت میں کیا گیا فیصلہ بسا اوقات انسان کے گلے پڑ جاتا ہے، پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسے اپنا ہی تھوکا ہوا چاٹنا پڑتا ہے اور چھوٹوں یا بڑوں سب کے سامنے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ مردوں کے مقابلے میں خواتین میں عجلت پسندی زیادہ پائی جاتی ہے، ان کی محبت اور نفرت، وصل اور فراق، خرید وفروخت، ہر چیز میں جلد بازی کا عنصر پایا جاتا ہے، سوائے ان خواتین کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم اور حلم جیسی صفات سے نوازا ہے۔ اس لیے اسلام نے طلاق کا اختیار عورت کو نہیں دیا، اگر ایسا ہوتا تو یورپ کے غیر مسلموں کی طرح مسلمانوں میں بھی طلاق کی شرح بہت زیادہ ہوتی۔

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے جامع اور خوبصورت الفاظ میں جلد باز کا تعارف کرایا ہے، فرماتے ہیں: ''وہ جاننے سے پہلے بول پڑتا ہے، سمجھنے سے پہلے جواب دیتا ہے، کسی کو آزمانے سے پہلے اس کی قصیدہ خوانی کرنے لگتا ہے، تعریف کرنے کے بعد مذمت شروع کر دیتا ہے، سوچنے سے پہلے کسی کام کا عزم کر لیتا ہے اور عزم سے قبل کر گزرتا ہے، عجلت کے ساتھ ندامت لازم ہے اور سلامتی اس سے جدا ہی رہتی ہے۔'' (روضۃ العقلاء: 288)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''حلم اور بردباری اللہ کی طرف سے ہے اور عجلت شیطان کی طرف سے ہے، اللہ سے زیادہ معذرت قبول کرنے والا کوئی نہیں اور اپنی حمد وثنا سے زیادہ اسے کوئی چیز محبوب نہیں۔'' (الترغیب والترہیب: 418,3)

اللہ تعالیٰ کے توقف اور حلم و بردباری کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ باوجود قدرت تامہ کے اس نے زمین وآسمان کو چھ دنوں میں یا چھ مرحلوں میں پیدا فرمایا حالانکہ وہ چشم زدن میں انہیں عدم سے وجود میں لا سکتا تھا، پھر یہ بھی دیکھیے کہ مختلف قوموں کے تمرد اور عناد، سرکشی اور بغاوت اور فسق وفجور کے باوجود وہ یکا یک عذاب نازل نہیں کرتا بلکہ ڈھیل پر ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے، جب انسان عدوان اور طغیان کی آخری حد پر پہنچ جاتا ہے اور کوئی تفہیم اس پر اثر نہیں کرتی تب رب تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا حرکت میں آتا ہے، یہی صفت اللہ کے نبیوں میں بھی پائی جاتی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ کی، جب قوم کسی طرح بھی سمجھنے پر آمادہ نہ ہوئی اور آپ نے محسوس کیا کہ اب ہدایت ان کے مقدر میں نہیں اور ان کے کینسر زدہ دل مکمل طور پر سڑ چکے ہیں تب آپ نے ان کی غرقابی کی دعا کی۔ اپنے آقا ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کیجیے! آپ کے مزاج میں کتنا صبر، کتنا ٹھہراؤ اور کتنا حلم ووقار تھا، طائف والوں نے سنگباری سے جسم لہولہان کر دیا، عذاب کے فرشتے تعمیل ارشاد کے لیے آموجود ہوئے مگر آپ نے زخمی ہاتھ اٹھائے اور فرمایا تو بقول جالندھری مرحوم یہ فرمایا ہے:

الٰہی رحم فرما کہسار طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

حلم اور وقار کسی بھی انسان کے لیے باعث زینت ہوتا ہے اور عجلت اس کی حماقت کی نشانی ہوتی ہے۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''لوگو! جان لو کہ حلم زینت ہے، وفا مروت ہے، عجلت حماقت ہے، سفر کمزوری ہے، کمینوں کے ساتھ نشست وبرخاست بدنامی کا سبب ہے اور فاسقوں کے ساتھ میل جول رکھنا شکوک وشبہات پیدا ہونے کا باعث ہے۔'' (کنز العمال 269,16)

حضرت ابن حبان رحمہ اللہ کا قول ہے کہ کوئی شخص ریاست وقیادت کا اس وقت مستحق ہوتا ہے جب اس کے اندر تین چیزیں پائی جائیں یعنی علم، عقل اور قوت گویائی، اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ چھ کمزوریوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھے یعنی تیزی، عجلت، حسد، نفس پرستی، جھوٹ اور ترک مشورہ۔ (کنز العمال: 361)

سورۃ الاسراء کی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جلد بازی انسان کی فطری کمزوری ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان اپنی اس کمزوری پر قابو پانے کی کوشش ہی نہ کرے، جیسے مال کی محبت، بخل، حرص اور شہوت بھی انسان کی فطرت میں پائی جاتی ہے، مگر کامیابی اسی کو ملے گی جو ان کمزوریوں کو شریعت کی لگام پہنا دے گا، لیکن جس انسان کے لیے یہ صفات خود لگام اور پیروں کی زنجیر بن گئیں وہ نجات کا ہرگز مستحق نہیں ہو سکتا۔

عجلت اگر اللہ کی رضا کے لیے ہو تو محبوب ہے، سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو پیچھے چھوڑتے ہوئے نہایت عجلت میں کوہ طور پر پہنچ گئے تھے، اللہ نے سوال کیا: ''اے موسیٰ! تم نے اپنی قوم سے (آگے چلنے میں) جلدی کیوں کی؟'' انہوں نے عرض کیا: ''کہ وہ میرے پیچھے آرہے ہیں اور اے میرے پروردگار! میں نے تیری طرف آنے میں جلدی اس لیے کی کہ تو خوش ہو جائے۔'' (سورۃ طٰہٰ: 84,83)

قرآن مجید کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر عجلت پسند واقع ہوئے تھے، ان کے کفر وشرک کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت دے رکھی تھی مگر وہ انبیاء کرامؑ کو غصہ دلانے یا ان کی کمزوری ثابت کرنے کے لیے ان سے جلد عذاب دکھانے کا مطالبہ کرتے رہتے تھے۔ سورۃ حج میں ہے: ''اور یہ آپؐ سے جلد عذاب لانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور اللہ اپنے وعدے کی ہرگز خلاف ورزی نہیں کرے گا۔'' (آیت: 47)

عجلت کے بارے میں چند احادیث کا بھی مطالعہ کیجیے! ان کے مطالعہ سے آپ اس موضوع کو مزید وسعت نظر کے ساتھ سمجھ سکیں گے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کی عیادت فرمائی جو بیماری کی وجہ سے چوزے جیسا ہو گیا تھا آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا: ''کیا تم نے کوئی دعا تو نہیں مانگی تھی یا کسی چیز کا سوال تو نہیں کیا تھا؟'' اس نے عرض کیا کہ ہاں اللہ سے دعا کیا کرتا تھا کہ اے اللہ! تو نے مجھے جو سزا آخرت میں دینی ہے وہ جلدی سے دنیا ہی میں دے دے۔ آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ! تم اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تم نے یوں کیوں نہ کہا ''اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔'' پھر آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی اور اللہ نے اسے شفا عطا فرما دی۔ (صحیح مسلم 2688)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کی بھی دعا تب قبول ہوتی ہے جب کہ وہ جلد بازی نہ کرے (جلد بازی یہ ہے کہ) وہ کہتا ہے میں نے دعا کی مگر میری دعا قبول نہ ہوئی۔ (بخاری 6340، مسلم 2735) (چنانچہ اس نے دعا کرنا ہی چھوڑ دی) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز میں توقف کرنا چاہیے سوائے آخرت کے عمل کے۔'' (کہ آخرت بنانے والا عمل جلدی کر لینا چاہیے) (ابوداؤد: 4810)

☆☆☆

حج: اتحادِ امت کا مظہرِ اعظم

پروفیسر عبدالعظیم جانباز
Azeemjanbaz77@gmail.com

حج یا عمرے کے سفر میں انسان اپنے رب کے دربار میں جا رہا ہوتا ہے، اپنے رب کریم کے حکم کے آگے محبت سے سر جھکا دینے کا نام حج ہے، اس کی لذت وہی جانتے ہیں جو محبت کرنا جانتے ہوں، اب سے چار ہزار سال قبل سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم کے آگے سر جھکاتے ہوئے ایسا ہی ایک سفر کیا تھا، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی بیوی ہاجرہ علیہا السلام اور ننھے بیٹے اسماعیلؑ کو اس وادی غیر ذی زرع میں آباد کیا تھا، اسی سر جھکانے کی یاد اب دنیا بھر سے لاکھوں افراد آ کر تازہ کرتے ہیں۔

حج میں حکمت و فلسفہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حج کا اعلان عام کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ، لِیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾ [الحج: 27،28]

’’اور لوگوں کو حج کے لیے اذنِ عام دے دو کہ وہ تمہارے پاس ہر دور دراز مقام سے پیدل اور اونٹوں پر سوار آئیں، تاکہ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں ان کے لیے رکھے گئے ہیں‘‘۔

اب سوال یہ ہے کہ حج میں کیا فائدے رکھے گئے ہیں؟ حج سے حاصل ہونے والے چند اہم فوائد کچھ یوں ہیں:

توحید کا سبق:

سب سے پہلے ہمیں حج میں توحید کا سبق ملتا ہے، حج شروع سے اخیر تک کلمہ توحید کے ارد گرد گھومتا ہے، اس سفر کا ترانہ لبیک ہے:

لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

اس ترانے کو ایک حاجی پکارتا ہے اور اس کے مفہوم کو اپنے ذہن میں بٹھائے ہوئے یہ اعلان کرتا ہے کہ اے اللہ! میں حاضر ہوں، اے میرے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک ہر قسم کی تعریف، اور ہر قسم کی نعمت اور ہر قسم کی بادشاہی تیرے ہی لیے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تیرے علاوہ ہم کسی کو نہیں پکارتے، تیرے علاوہ ہم کسی پر اعتماد نہیں کرتے، تیرے علاوہ ہم کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا نہیں سمجھتے۔ یہ وہ تلبیہ ہے جو ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے، ورنہ مشرکین بھی حج کرتے اور تلبیہ پکارتے تھے، ان کا تلبیہ کچھ یوں تھا:

لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ۔

’’اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، سوائے اس شریک کے جس کا تو مالک ہے وہ مالک نہیں‘‘۔

یعنی وہ بھی اللہ کو خالق و مالک اور کائنات پر حکمرانی کرنے والا مانتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ شرکاء بھی پورا اختیار نہیں رکھتے، لیکن وہ اللہ کے قریبی ہیں، اللہ ان سے راضی ہے، ہم گنہگار ہیں، اس لیے ان کی کچھ عبادتیں کر لینے سے قیامت کے دن ہمیں ان کی سفارش نصیب ہو جائے گی، لیکن اللہ نے ان کے اس عقیدے کو بیان کیا:

﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾۔ [الزمر: 3]

’’جو اللہ کے علاوہ دوسرے اولیاء بنا رکھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت محض اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے زیادہ قریب کر دیں‘‘۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾۔ [یونس: 18]

’’یہ اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں‘‘۔

اس لیے ایک حاجی جب لا شریك لك کہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اس لفظ کو اچھی طرح سمجھ لے، پھر جب ایک حاجی بیت اللہ کا طواف کرتا ہے تو وہاں اس کے سامنے اللہ کا یہ فرمان ہوتا ہے کہ:

﴿وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ [الحج: 29]

’’اور چاہیے کہ اس قدیم گھر کا طواف کریں‘‘۔

اسی طرح استلام کرنے اور حجرِ اسود کو بوسہ دینے میں بھی متابعت کا جذبہ پایا جاتا ہے، تب ہی تو عمر فاروقؓ نے کہا تھا:

اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّیْ رَاَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ۔ [صحیح بخاری: 1597]

’’میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، اگر میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو بوسہ لیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا‘‘۔

پھر صفا و مروہ کی سعی، طواف کی دو رکعت نماز، یوم عرفہ کی دعا اور یوم النحر کی قربانی سب کی سب توحید کا سبق دیتے ہیں۔

جذبہ عبدیت کی آبیاری:

حج میں جذبہ بندگی کی آبیاری ہوتی ہے، ایک حاجی اللہ کے لیے اپنا گھر بار چھوڑتا ہے، سفر کی مشقتیں برداشت کرتا ہے، اس سفر میں زیادہ تر ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے، احرام کی چادریں پہنتا ہے تو وہ موت کو یاد کرتا ہے، کفن کو یاد کرتا ہے، اب اسے احساس ہوتا ہے کہ ایک دن ایسے ہی مجھے مرنا ہے، مجھے لوگ نہلائیں گے، کفن پہنائیں گے اور قبر کی گود میں سلا دیں گے، غرض یہ کہ اس کا ایک ایک لمحہ اللہ کی یاد میں بسر ہوتا ہے، اس طرح اس کا باطن بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

مکارم اخلاق کی تربیت:

حج میں اچھے اخلاق پر ایک حاجی کی تربیت ہوتی ہے، وہ صبر و تحمل سیکھتا ہے، بردباری سیکھتا ہے، اس کے اندر سخاوت پیدا ہوتی ہے، عفت پیدا ہوتا ہے، معاف کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اللہ پاک نے فرمایا:

﴿فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ [البقرۃ: 197]

’’جو شخص ان مقرر مہینوں میں حج کی نیت کرے، اسے خبردار رہنا چاہیے کہ حج کے دوران اس سے کوئی شہوانی فعل، کوئی بد عملی، کوئی لڑائی جھگڑے کی بات سرزد نہ ہو‘‘۔

یہ وہ موسم ہے جس میں انسان مکارم اخلاق پر تربیت حاصل کرتا ہے۔

تاریخی اور روح پرور ماحول کا مشاہدہ:

حاجی سرزمین حجاز میں پہنچ کر وہاں کے تاریخی اور روحانی ماحول کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ اسی سرزمین پر ہزاروں سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو بسایا تھا، پھر خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اور حج کا اعلانِ عام کیا تھا، وہ دیکھتا ہے کہ اللہ کے حبیب محمد ﷺ نے اسی جگہ سے دعوت کا آغاز کیا تھا اور یہیں پر ایمان والوں نے بے مثال قربانیاں پیش کی تھیں، اس طرح اس کے دل میں اس سرزمین کے چپے چپے سے محبت گھر کر جاتی ہے۔

گناہوں سے صفائی اور جرائم کا خاتمہ:

حج کرنے سے بندہ ایسے ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

اتحادِ امت کا بے مثال مظاہرہ:

حج میں اتحاد اور مساوات کا بے مثال مظاہرہ ہوتا ہے، حج میں مختلف ممالک سے مسلمان آتے ہیں، کوئی کالا تو کوئی گورا ہے، کوئی امیر ہے تو کوئی غریب ہے، کوئی جاہ ومنصب کا مالک ہے تو کوئی اس سے محروم، لیکن حج کے دوران سارے امتیازات مٹ جاتے ہیں، سب کے بدن پر ایک ہی لباس ہوتا ہے، سب کی زبانوں پر ایک ہی پکار ہوتی ہے، سب ایک ہی امام کے پیچھے نمازیں ادا کرتے ہیں، جہاں بھی جانا ہوتا ہے سب ایک ساتھ جاتے ہیں، جہاں ٹھہرنا ہوتا ہے سب ایک ساتھ ٹھہرتے ہیں، اس طرح حج کے اندر پوری دنیا کے مسلمان خود کو ایک خاندان کے افراد محسوس کرتے ہیں۔

اسی طرح حج کی حیثیت سالانہ عالمی اجتماع کی ہے، اس میں دنیا کے کونے کونے سے مسلمان شریک ہوتے ہیں، ایک حاجی کو دوسرے ملک کے حاجیوں سے ملاقات کرنے کا موقع ملتا ہے، اس طرح انھیں یہاں تربیت ملتی ہے کہ اپنی زندگی اجتماعیت کے ساتھ گزارنی ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور کی آرائیں فیملی کو اپنے ''حافظ قرآن'' بیٹے، عمر 24 سال، انجینئر، برسرِ روزگار کے لیے باپردہ، تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔
برائے رابطہ: 0323-4461560

دعائے صحت

☆ علامہ اقبال ٹاؤن حلقہ لاہور غربی کے رفیق ڈاکٹر ممتاز احمد کا موٹر سائیکل ایکسیڈنٹ میں ٹانگ کا فریکچر ہو گیا اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اصل چہرہ نقاب سے باہر

محمد فہیم

یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ ایم کیو ایم کے لیڈر الطاف حسین نے کئی سال پہلے بھارت یاترا کے موقع پر یہ گوہ افشانی کی تھی ''کہ ہمارے بزرگوں نے تاریخ کی سب سے بڑی غلطی یہ کی تھی کہ انہوں نے قربانیاں دے کر پاکستان بنایا تھا۔'' یہ بیان یقیناً اس خبث باطن کی نشاندہی کے لیے کافی ہے جو عرصہ دراز سے الطاف کے دل کے اندر چلا آ رہا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایسے آدمی کی اس پاک سرزمین کے ساتھ خلوص واخلاص کی کیفیت کیا ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے انگلستان میں بیٹھ کر الطاف حسین پاکستان کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کے مترادف جو بیانات دیتا آ رہا ہے وہ نہ صرف یہ کہ اس کی پاکستان کے ساتھ غداری پر دلالت کر رہے ہیں بلکہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ابھی تک حکومت پاکستان کی طرف سے ان بیانات کو بنیاد بنا کر اس خود ساختہ جلا وطن شخص کے خلاف کوئی موثر اقدام نہیں کیا گیا۔ اس کا بڑا سبب صرف یہ حقیقت ہو سکتی ہے کہ ایم کیو ایم بحیثیت مجموعی پاکستان دشمن جماعت نہیں رہی۔ اس میں بہت سارے رہنما پاکستان کے ساتھ مخلص اور اس کے تحفظ کے لیے دیگر محب وطن لوگوں کی طرح کام کرتے آ رہے ہیں۔ اب اس جماعت کی ٹاپ لیڈر شپ جو الطاف حسین کی شکل میں لندن میں براجمان ہے نے ایسے بیانات دینا شروع کیے ہیں کہ اس سے پورے طور پر پاکستان دشمنی اور غداری چھلک رہی ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ الطاف حسین نے پاکستان کے خلاف نعرے لگوا کر اپنے آپ کو مزید بے نقاب کر رکھا ہے۔ چونکہ پاکستان ایک ''مملکت خداداد'' ہے جو خالص معجزانہ طور پر وجود میں آچکا ہے اور یہ بات نوشتۂ دیوار ہے کہ مستقبل میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اُمتِ مرحومہ کی دوبارہ بیداری کا کام اسی سرزمین سے متعلق ہے' لہٰذا جب بھی کوئی پاکستان دشمن خواہ وہ الطاف حسین کی شکل میں ہو یا مودی، حسینہ واجد یا کرزئی کی شکل میں ہے اس ملک کو زک پہنچانے کا مذموم خیال لے کر اٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لیے کوئی سبیل نکال لیتا ہے۔

چنانچہ سندھ میں ایم کیو ایم کے اندر چھپے ہوئے پاکستان دشمن، عوام دشمن اور قوم دشمن عناصر کے خلاف پاکستان کی مسلح افواج نے رینجرز کے ذریعے جو کارروائی شروع کی ہے الحمدللہ وہ بار آور ثابت ہو رہی ہے اور یہ کہ نہ صرف ہزاروں تخریب کار، دہشت گرد، بھتہ خور، اغوا کار ہلاک اور گرفتار ہو رہے ہیں بلکہ اس دوران ایسے بظاہر سیاسی عناصر بلکہ اندرون میں غداری کے مرتکب افراد بھی بے نقاب ہو رہے ہیں۔ قوم بحیثیت مجموعی مکمل طور پر اپنی مسلح افواج کی پشت پر ہے اور اسے یقین ہے کہ سندھ سے بہت جلد ''را'' کے ایجنٹوں اور پاکستان دشمن غداروں کا خاتمہ کیا جائے گا۔ قوم کو امید ہے کہ اب الطاف حسین جیسے غداروں کو مزید کوئی مہلت نہیں دی جائے گی۔ ہمیں یہ امید ہے کہ مرکزی اور سندھ کی صوبائی حکومتیں اپنی سیاسی ترجیحات کو ایک طرف رکھ کر ملک وقوم کے عظیم مفاد کے لیے ہر وہ کارروائی کرنے سے دریغ نہیں کریں گی جو ملک کے غداروں کے خلاف ناگزیر ہو۔ اب یہ محض الزامات نہیں رہے کہ ایم کیو ایم کے اندر ایسے عناصر کافی تعداد میں موجود ہیں جن کا براہ راست بھارت کی ایجنسیوں خصوصاً ''را'' کے ساتھ تعلق ہے اور یہ سب کچھ الطاف کی سرپرستی میں ہو رہا ہے۔

الطاف کا اصل چہرہ اب نقاب سے باہر آیا ہوا ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ ہماری سول حکومتیں بھی اسی طرح قوم دوستی کا ثبوت دیں جس طرح کہ ہماری مسلح افواج کے جواں اپنی جان خطرے میں ڈال کر پاکستان کی بقا اور حفاظت کے لیے مختلف محاذوں بشمول کراچی برسرپیکار ہیں۔ دوسری طرف اب یہ بات ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ الطاف حسین اور اس کے مخصوص لوگوں کی غداری کے لیے کسی بھی ثبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ لہٰذا ایم کیو ایم کے اندر مخلص اور اچھے لوگ اب کسی دھوکہ اور اشتباہ میں نہ رہیں بلکہ کھلم کھلا اس غدار ٹولے کے خلاف اکٹھ کر کے اپنے پاکستان دوستی کا ثبوت دیں۔ اب یہ بات نوشتۂ دیوار ہے کہ یہ بہروپیا بہت

Universal Lessons of Hajj

Millions of pilgrims from all over the world will be converging on Makkah in the coming days. They will retrace the footsteps of millions who have made the spiritual journey to the valley of Makkah since the time of Adam *(AS)*.

Hajj literally means, "to continuously strive to reach one's goal." It is one of the five 'pillars of Islam' (the others include a declaration of faith in one Allah *SWT*, five daily prayers, offering regular Zakat, and fasting during the month of Ramadan). Pilgrimage is a once-in-a-lifetime obligation for those who have the physical and financial ability to undertake the journey.

The Hajj is essentially a re-enactment of the rituals of the great prophets and teachers of faith, in particular Abraham *(AS)*. They also retrace the frantic footsteps of the wife of Abraham *(AS)*, Hagar *(AS)*, as she ran between the hills of Safa and Marva searching for water for her thirsty baby (which according to Muslim tradition, Allah *SWT* answered with the well of Zam Zam). Lastly, the pilgrims also commemorate the willingness of Abraham to sacrifice his son, Ishmael *(AS)* for the sake of Allah *(SWT)*. Allah *(SWT)* later substituted a ram in place of his son.

Yet, the Hajj is more than these elaborate rituals. The faithful hope that it will bring about a deep spiritual transformation, one that will make him or her a better person. If such a change within does not occur, then the Hajj is merely a physical and material exercise devoid of any spiritual significance.

Almost all religions teach that we are more than mere physical creatures in that we possess an essence beyond the material world. Indeed, this is why almost all religions have a tradition of pilgrimage. In the Islamic tradition, Hajj encapsulates this spiritual journey toward this essence.

The current state of affairs — both within and outside the Muslim world — greatly increases the relevance of some of the spiritual and universal messages inherent in the Hajj.

As Islamic scholar Ebrahim Moosa asks rhetorically: "after paying homage to the two women Eve and Hagar in the rites of pilgrimage, how can some Muslims still violate the rights and dignity of women in the name of Islam? Is this not a contradiction?"

Indeed, the Qur'an teaches: "I shall not lose sight of the labor of any of you who labors in my way, be it man or woman; each of you is equal to the other." *(Quran 3:195)*

Clearly, the white sea of men and women side by side performing tawaf (circling) around the Kaaba (the stone building Muslims believe was originally built by Adam *AS* and rebuilt by Abraham *AS* and his son Ishmael *AS*) should lay to rest any claim that Islam — as opposed to some Muslims — degrades women.

The fact that millions of Muslims transcending geographical, linguistic, level of practice, cultural, ethnic, color, economic and social barriers converge in unison on Makkah, attests to the universality of the Hajj. It plants the seed to celebrate the diversity of our common humanity. Pilgrims return home enriched by this more pluralistic and holistic outlook and with a new appreciation for their own origins.

Muslim pilgrims take part in the day-long station at Arafat during the Hajj pilgrimage in Makkah. It is a day of atonement and reminds believers of the day of judgment where all of humanity will be taken for account for their actions.

One of the most celebrated Western Hajjis (one who has completed the Hajj), Malcolm X was so inspired by what he witnessed during Hajj, that, in letters to friends and relatives, he wrote, "America needs to understand Islam,

Hajj, that, in letters to friends and relatives, he wrote, “America needs to understand Islam, because this is the one religion that erases from its society the race problem.”

Upon returning to America, he embarked on a mission to enlighten both blacks and whites with his new views. Malcolm X understood that in order to truly learn from the Hajj, its inherent spiritual lessons must extend beyond the fraternal ties of Muslims to forging a common humanity with others.

In fact, as part of the spiritual experience, the pilgrimage links people across religions through a past shared by several Abrahamic traditions. This combined with the Islamic teaching of the common origin of humanity holds out much hope. Indeed, the Qur’an teaches: “We created you from a single pair of a male and female (Adam and Eve), and made you into nations and tribes that ye may know each other and not that you might despise each other. The most honored of you in the sight of Allah is the most righteous of you” *(Quran 49:13)*. This is a great celebration of the differences and at the same time unity of all of humanity.

Another essential spiritual message of the Hajj is one of humility to Allah *(SWT)* and His supremacy and control over all that we know. The multitude of people and their inner beliefs and practices are all to be judged by Allah *(SWT)* and Allah *(SWT)* alone in His *(SWT)* infinite wisdom and full knowledge. Indeed, as the Qur’an insists, “Let there be no compulsion in matters of faith, truth stands out clear from error.” *(Quran 2:256)*

The result of a successful Hajj is a rich inner peace, which is manifested outwardly in the values of justice, honesty, respect, generosity, kindness, forgiveness, mercy and empathy. And it is these values – all reflection of the attributes of Allah *(SWT)* almighty — that are indispensable to us all if we are just to get along in this world.

***Source adapted from:* http://www.islamicity.org/**

جلد اپنے منطقی انجام کو پہنچے گا اور ساتھ ہی ملک کے اندر اس جیسے دیگر عناصر بھی اپنے انجام سے دوچار ہوں گے۔ قوم اپنی مسلح افواج اور خصوصاً کراچی آپریشن کرنے والے رینجرز کے زیر احسان ہے جنھوں نے ایم کیو ایم کی عسکری قوت کو ختم کر کے کراچی میں امن بحال کرنے کی راہ ہموار کی ہے۔

نریندر مودی کی بلوچستان کے بارے میں ہرزہ سرائی دراصل الطاف حسین اور اس کے ٹولے میں شامل غداروں کی مرہون منت ہے۔ یہ غدار کلبھوشن یادیو جیسے ”را“ کے ایجنٹوں کے ساتھ مل کر پاکستان کی بنیادیں کھود رہے ہیں۔ مودی نے کشمیر میں بھارتی مظالم سے دنیا کی توجہ ہٹانے کے لیے پاکستان کے خلاف اور سازشوں کے علاوہ بلوچستان کی صورت حال کو اس شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ اگر بھارت کشمیر میں ظلم کے پہاڑ توڑ رہا ہے تو پاکستان بھی بلوچستان میں وہی کچھ کر رہا ہے۔ جبکہ دنیا مانتی ہے کہ بلوچستان اور کشمیر کے حالات اور تاریخی پس منظر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کشمیر نہ صرف متنازعہ قضیہ ہے بلکہ سلامتی کونسل کا وہاں پر استصواب رائے کرانے کا فیصلہ بھی ریکارڈ پر ہے۔ بلوچستان میں بھارتی خفیہ ایجنسی جو تخریب کاری کرا رہی ہے وہ اب کوئی راز نہیں رہا جبکہ کشمیر میں کوئی دہشت گردی نہیں بلکہ وہاں مقامی سطح پر بھارت سے آزادی کی تحریک برپا ہے جس میں کشمیری نوجوان، بچے اور خواتین اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ یہ ایک ایسی تحریک ہے جس میں بیک وقت ہزاروں لاکھوں جان نثار قابض بھارتی درندوں کے مظالم کے سامنے سینہ کھول کر نکل رہے ہیں۔ یہ مقامی تحریک ہے اور کشمیری بہر صورت آزادی چاہتے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ کشمیر کے متعلق اقوام متحدہ اور عالمی برادری اپنی ذمہ داری سے کنی کترا رہی ہیں۔ اس سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ پاکستانی وزیراعظم نواز شریف مودی کو کوئی مؤثر جواب دینے کی بجائے پُراسرار طور پر خاموشی اختیار کر کے کشمیر کی طرف سے پاکستانی لیڈرشپ پر عائد شدہ ذمہ داری سے آنکھیں بند کر رہے ہیں۔ یہ وقت ہے کہ پاکستان تمام بین الاقوامی فورم اور اقوام متحدہ میں کشمیر کے مسئلہ کو ڈپلومیسی کے ذریعے از سر نو اجاگر کرے، جس طرح کہ کشمیری عوام نے سر پر کفن باندھ کر اپنی آزادی کے لیے آخری اقدام کی طرف قدم بڑھائے ہیں۔

- قربانی ہماری معاشرتی رسم ہے یا دینی فریضہ؟
- قرآن وسنت کی روشنی میں قربانی کا فلسفہ کیا ہے؟
- عیدالاضحیٰ اور قربانی میں باہم چولی دامن کا ساتھ کیوں ہے؟
- حج کے موقع پر منیٰ میں کی جانے والی قربانی اور اس موقع پر پوری دنیا میں کی جانے والی قربانی میں کیا ربط وتعلق ہے؟

ان سوالات کی وضاحت کے لیے مطالعہ کیجئے:

عیدالاضحیٰ اور فلسفہ قربانی

اور

حج اور عیدالاضحیٰ اور اُن کی اصل روح
قرآن حکیم کے آئینے میں

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

قیمت اشاعت خاص: 45 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔کے ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون 03-35869501
maktaba@tanzeem.org

VOL : 25 Regd. C.P.L NO. 114 No.35
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore